عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹر نیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۸

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

انسانیت کی فلاح کا راز اسی نظام میں مضمر ہے جو فطرت کے عین مطابق ہو

اگر منصفانہ جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام ہی دین فطرت ہے

محسن پاکستان

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

مرزائی یلغار کی زد میں

ایک غدار کو ملاقاتوں سے نوازنے والے

وزیر اعظم اس عظیم سپوت کے خلاف گرم الزامی

کے سامنے بے بس کیوں ہیں ؟

غدار پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام سے وزیر اعظم پاکستان کی ملاقات

وزیر اعظم صاحب ! ایک غدار سے آپکی ملاقات کا کیا جواز ہے ؟ وہ محب وطن ہے یا آپ ..... ؟

...زا غلام قادیانی کو انگریزی نبوت ملنے کا چارج

اعجاز القرآن

محمد اشرف کھوکھر

لہٰذا قرآن کے معنی جمع کرنے اور پڑھنے کے لئے آتے ہیں لیکن قرآن کیونکہ ابتداء ہی سے پڑھا گیا۔ اس لئے اس کا نام قرآن رکھا گیا لیکن قرآن کو مختلف ناموں سے بھی پکارا گیا جو اس کی صفت بیان کرتے ہیں مثلاً الکتاب۔ قرآن کے پہلے پارے میں تحریر ہے۔

الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ

الکتاب: ایک ایسی کتاب الٰہی جس کے کلام میں کسی کو شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی یعنی ایک کتاب جو لاثانی ہے اور بے مثل صفات کی حامل ہے۔ ایسی ہستی پر نازل کی گئی جو لاثانی ہے۔ ایک ایسی کتاب جو خود معجزہ ہے۔ ربّ العالمین نے اس کتاب الٰہی میں خود فرمایا ہے کہ ہم نے اس کو خود نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

جس وقت دنیا میں معاشی بدحالی تھی اور یہاں وحشی انسان آباد تھے۔ اس وقت قرآن مجید کا انسانوں کو شعور عطا کیا اور فہم و ادراک کے لئے اس کے دروازے کھول دیئے قرآن نے وہ تعلیم دی جو تمام انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے اور اس نے دنیا کو تاریکی سے نکال کر اجالے میں پہنچا دیا اس کی ہدایت قیامت تک کی ہدایت ہے۔ اس میں کسی کو شکایت نہیں۔ تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان کامل ہے

الفرقان: قرآن کا نام الفرقان بھی ہے یعنی جو کھرے اور کھوٹے میں تفریق پیدا کر دے۔ قرآن نے کیونکہ کھرے اور کھوٹے کی تمیز بیان کی اور دلائل کے ساتھ اس لئے بیان کیا تاکہ عقل و فہم رکھنے والے سوچ سکیں اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو پہچان سکیں۔ اس لئے اس کو الفرقان بھی کہا جاتا ہے۔ نزول قرآن سے پہلے عرب کی سرزمین پر باطل کا دور دورہ تھا۔ بت پرستی عام تھی اس لئے قرآن نے توحید الٰہی کا درس دیا اور بتایا کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل ہمیشہ مٹنے کے لئے ہے۔

الذکر: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اس کے ذکر کو بلند کیا کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اور جب لوگوں کو شک و شبہ ہوا تو ارشاد ربانی ہوا۔ کہہ دو اے رسولؐ کوئی اس جیسی ایک سورۃ پیش کر دے اگر سورۃ پیش نہیں کر سکتے تو ایک آیت پیش کر دو۔ لیکن عرب کے لوگ عاجز تھے۔ وہ ایک سورۃ تو کیا ایک آیت تک پیش نہ کر سکے تو قرآن کریم کی آیت لسانِ قدرت بن کر خاتم النبیین سید المرسلین کے سینۂ اقدس میں خدا کی رحمت کی طرح نازل ہوئی اور زبانِ رسالت نے اپنے اعجاز نما انداز میں ہر سننے والے تک بلاغت کے ساتھ ان کے سینوں میں اتار دی۔ توریت۔ زبور۔ انجیل اپنی ہیئت بدل گئیں۔ اصلی معنی کتاب الٰہی سے غائب ہو گئے لیکن قرآن کے مطالب آج تک کوئی مٹا نہ سکا۔ وہ جیسا نازل ہوا تھا آج بھی معجز نما الذکر کے نام سے موجود ہے کیونکہ یہ کلام خدا ہے۔ انسان کا کلام نہیں اور کلام خدا کی یہ دلیل ہے کہ اس جیسی کلام کوئی پیدا نہ کر سکا۔ قرآن کا نام شفا بھی رکھا گیا کیونکہ قرآن نے ذہن انسانی کی بالیدگی عطا فرمائی۔ اس کتاب میں روحانی امراض کے لئے شفا موجود ہے۔ روح کے علاج کے ساتھ ساتھ اس میں نجات کا راستہ بھی ہے۔ اس کتاب الٰہی سے جہاں انسانوں نے روح کی تسکین حاصل کی وہاں وہ قیامت تک اس سے شفا حاصل کرتے رہیں گے اور قیامت تک کے لئے اس میں شفا موجود ہے اور اپنی رحمت سے لوگوں کو شفا عطا کرتا رہے گا۔ ابتداء میں قرآن کتابی شکل میں نازل نہیں ہوا تھا بلکہ تلاوت کے انداز سے نازل ہوا تھا جہالت اور کفر کی دنیا میں اللہ تعالیٰ نے رسول کو جبرئیل کے ذریعہ اپنا پیغام تلاوت کے انداز میں دنیا میں پہنچایا۔ رسول اکرمؐ وحی الٰہی کو سنتے تھے اور تلاوت کے انداز کو ضبط تحریر کیا گیا اور یوں ۲۳ برس کے عرصہ میں قرآن مکمل ہوا اور یوں اس میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیوں کا ذکر ہے۔ تمام کائنات عالم کا ذکر ہے۔ تمام انبیاء کا ذکر ہے تمام چھپے ہوئے خزانوں کا علم ہے۔ اس کے معجزوں کا ذکر ہے جو وہ تقاضہ وقت کے ساتھ ساتھ بندوں کو اپنی نشانیوں کے ساتھ ساتھ دکھاتا رہا اور قرآن کلام خدا ہونے کی دلیل بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اکثر مقامات پر لوگوں کو فکر کی دعوت دی ہے کہ وہ کائنات پر غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو تلاش کریں اور اس کی دی ہوئی عظیم و اعلیٰ قوتوں سے بھرپور فائدہ حاصل کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی کے لئے کائنات کو مسخر کیا ہے۔ سورہ جاثیہ میں ارشاد ہوا۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْکُ فِیْہِ بِاَمْرِہٖ یعنی اللہ ہی ہے جس نے سمندر کی وسعتوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں تاکہ تم اللہ کے فضل سے معاش تلاش کرو اور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ اور جو کچھ آسمانوں میں زمینوں میں ہے سب تمہارے لئے مسخر کر دیا کتنا رحیم رب العزت ہے جو کائنات کو تخلیق انسانوں کے لئے کر رہا ہے تمام مخلوق کے لئے اس نے کائنات کو مسخر کر دیا۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ اس نے انسانوں کو عقل سلیم عطا کی تاکہ وہ غور و فکر کر کے اس کائنات پر پھیلی ہوئی نشانیاں تلاش کرے اور وحدانیت پر یقین کی منزل پر فائز ہو کر اپنا ایمان کامل کرے۔ کیا اللہ نے زمین سورج چاند ستارے، سمندر، پہاڑ تمہارے لئے بنا کر اپنے رب ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔ عقل رکھنے والوں کے لئے یہ بہت ہے۔ اللہ نے تو تمام کائنات کو اپنی مخلوق کے لئے پیدا کیا تاکہ عبد معبود کا سلسلہ قائم ہو جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۲۲ تا ۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۴ تا ۳۰ جولائی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۸

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ اعجاز القرآن ۲
۲۔ نعت رسول مقبولؐ ۴
۳۔ غذاءِ پاکستان کی وزیر اعظم سے ملاقات (اداریہ) ۵
۴۔ اسلام دین فطرت ہے ۷
۵۔ سفر حج میں غریب نوازی ۸
۶۔ بوہری مذہب کے عقائد ۹
۷۔ پریس کانفرنس ۱۱
۸۔ وزیر اعظم کے نام کھلا خط ۱۲
۹۔ جب مرزا کو انگریزی نبوت ملی ۱۴
۱۰۔ صدائے بخاریؒ ۱۶
۱۱۔ چلتے چلتے ۱۷
۱۲۔ مسئلہ کشمیر اور فتنۂ قادیانیت ۲۱
۱۳۔ اخبار ختم نبوت ۲۲
۱۴۔ یک روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس خوشاب ۲۳
۱۵۔ قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیاں ۲۴
۱۶۔ کوٹری کی انتظامیہ کا جانبدارانہ رویہ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰، پاکستان

فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ——— ۱۵۰ روپے
ششماہی ——— ۷۵ روپے
سہ ماہی ——— ۳۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۳۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اکاؤنٹ نمبر ۳۰۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر و پرنٹر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: رشید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ، پرانی نمائش کراچی

نعت

مُبارک بقاپوری

تقریر کی جئے ، نہ یہ تکفیر کی جئے
کردار سے قلوب کو تسخیر کی جیے

الزام دوسروں پہ ، لگانے سے فائدہ
پہلے ! خود اپنے مال کی تطہیر کیجیے

اعمال میں ہو پیشِ نظر ، اسوۂ نبی
یوں ، راہِ پل صراط کو ، تسخیر کیجیے

میں دیکھتا رہا جو ، مدینے کو خواب میں
اس خواب کی ، کچھ اور نہ تعبیر کیجیے

ان کے سوا کسی کو شفاعت کا حق نہیں
وابستہ اپنی ان سے ہی تقدیر کیجیے

چہرے پہ اپنے نورِ نبی کی جھلک نہیں
پھر دوسروں کی کس لیے تکفیر کی جئے

ہے سُنتِ رسول یہی گر عمل کریں
مفتوح کی معاف بھی تقصیر کیجیے

معمول بن گیا ہے تمہارا یہ دوستو !
حُسنِ عمل کو چھوڑ کے تقریر کی جئے

رکھتے نہیں جو مجھ سے مبارک دعا سلام
میرا سلام ان کو بھی تحریر کیجیے

غدارِ پاکستان کی وزیرِ اعظم میاں محمد نواز شریف سے ملاقات

اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ فتنہ قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ انگریز نے یہ پودا لگایا۔ اسی نے اس پودے کی آبیاری کی اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ پہلے مرزا قادیانی کو "نبوت کا انعام" دیا اور اب اس کے پیروکار ڈاکٹر عبدالسلام کو "نوبل انعام" انعام دیا گیا۔ یہ انعام انہیں لوگوں کو دیا جاتا ہے جو انگریز اور یہودیوں کے پیروکار اور ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور عالم اسلام کی جاسوسی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ انگریز، یہود اور ہنود تینوں کا بیک وقت ایجنٹ ہے اس لئے ان کی طرف سے اس پر نوازشات کی اتنی بارش کی گئی ہے جو خود قادیانیوں میں بھی کسی اور پر نہیں کی گئی۔ ڈاکٹر مذکور کو جو نوبل انعام دیا گیا وہ محض نظریات اور یہود و ہنود اور انگریز کا ایجنٹ ہونے کی بنا پر دیا گیا ہے بلکہ اب تک جن افراد کو اس انعام سے نوازا گیا ان میں سر فہرست یہی نظریہ کارفرما تھا۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ:۔

"ڈاکٹر عبدالسلام (قادیانی) کو جو انعام ملا ہے اس کے بارے میں آپ کی رائے ہے؟"

ڈاکٹر صاحب مذکور نے جواب دیا:۔

"وہ (انعام) محض نظریات کی بنیاد پر دیا گیا عبدالسلام ۱۹۵۷ء سے کوشش میں تھے کہ انہیں نوبل انعام ملے آخرکار آئن سٹائن کی صد سالہ یوم وفات پر ان کا مطلوبہ انعام دے دیا گیا در اصل قادیانیوں کا اسرائیل میں باقاعدہ مشن ہے جو ایک عرصہ سے کام کر رہا ہے یہودی چاہتے تھے کہ آئن سٹائن کی برسی پر اپنے ہم خیال لوگوں کو خوش کر دیا جائے سو ڈاکٹر عبدالسلام کو بھی انعام سے نوازا گیا۔"

(چٹان لاہور ۷ فروری ۱۹۸۶)

چنانچہ یہ انعام یہودیوں نے اپنے چہیتے اور لاڈلے ایجنٹ ڈاکٹر عبدالسلام کے علاوہ دو دیگر افراد کو بھی دیا یہ انعام سود کی رقم سے دیا جاتا ہے جبکہ سود اسلام میں قطعی حرام ہے جو ڈاکٹر مذکور بغیر ڈکارے ہضم کر رہا ہے۔ کیوں نہیں! جب قادیانیوں کا خود ساختہ امام، پیشوا اور نبی کچھی کی ناجائز کمائی کا حرام مال بغیر ڈکار لیے ہضم کر سکتا ہے تو اس کے پیروکار کیوں ایسا نہیں کر سکتے؟

بہرحال ڈاکٹر مذکور نے اس سودی نوبل انعام سے خوب فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور خوب پروپیگنڈہ کیا قادیانی تو قادیانی مغربی اور یہودی لابی نے بھی اسے بانس پر چڑھایا تاکہ پاکستان اور پاکستانی مسلمانوں پر اس کا اثر اچھا پڑے۔ حالانکہ یہ وہی شخص ہے کہ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۱۹۷۴ء میں ایک عظیم الشان تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اسی دور میں ایک سائنس کانفرنس ہو رہی تھی صدر کے سائنسی مشیر کی حیثیت سے ڈاکٹر عبدالسلام کو بھٹو صاحب نے دعوت نامہ بھیجا۔ یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر مذکور کو ملا تو اس نے ذیل کے ریمارکس کے ساتھ دعوت نامہ واپس بھیج دیا۔

"میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں (قادیانیوں سے متعلق) کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔"

(چٹان لاہور ۲۲ جون ۱۹۸۶ء)

جناب بھٹو صاحب نے جب ڈاکٹر مذکور کے یہ ریمارکس پڑھے تو:۔

ورق الٹیے

بقیہ : اداریہ

"ان کا چہرہ سرخ ہو گیا انہوں نے اشتعال میں آ کر اسی وقت اسٹیبلیشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فوراً برطرف کر دیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تا کہ اس کے آثار مٹ جائیں وقار احمد بھی قادیانی تھے یہ کسطرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی۔" (حوالہ مذکورہ بالا)

یہ ڈاکٹر مذکور کے غدار پاکستان ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے لیکن اسے کیا کیا جائے کہ جو شخص پاکستان کو لعنتی ملک کہہ کر یہاں سے بھاگ گیا تھا سودی نوبل انعام ملنے کے بعد اسے یہاں پذیرائی بخشی گئی۔ انعام ملنے پر اسے خراج تحسین پیش کیا گیا اور شہر شہر کی یونیورسٹیوں میں اسے گھمانے کی کوشش کی گئی۔ جس پر طلباء نے مظاہرے کر کے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اس کا داخلہ بند کیا۔ لیکن صدر ضیاء الحق مرحوم نے ۱۸ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو اس قومی اسمبلی میں جہاں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، قائد اعظم یونیورسٹی کی طرف سے ایک تقریب منعقد کی اور ڈاکٹریٹ کی سند دی۔ اس تقریب میں صدر ضیاء الحق اور دوسرے مسلمانوں کی موجودگی میں مرتد و زندیق ڈاکٹر عبدالسلام نے تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"میں پہلا مسلمان سائنسدان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے۔"

صدر ضیاء الحق صاحب کی اس پذیرائی اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرنے پر خاموشی سے قادیانیوں نے خوب فائدہ اٹھایا حتیٰ کہ بعض عرب ممالک کے سربراہ بھی اس کے فریب میں آ گئے۔

خلاصہ یہ کہ :-

۱۔ ڈاکٹر مذکور قادیانی ہونے کی وجہ سے مرتد، زندیق اور شرعی و آئینی لحاظ سے پکا غیر مسلم ہے۔

۲۔ وہ یہود و ہنود اور انگریز کا ایجنٹ، مخبر اور جاسوس ہے۔

۳۔ یہودیوں اور انگریز کی ملی بھگت سے اسے سودی نوبل انعام ملا۔

۴۔ اسلام میں سود قطعی حرام ہے اس کا نام نہاد نبی مرزا قادیانی کمپنی کی کمائی کا حرام مال کھاتا تھا یہ سود کا حرام مال ہضم کر رہا ہے۔

۵۔ اس نے پاکستان کی سرزمین کو اس لئے لعنتی کہا کہ یہاں کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قادیانیوں کو چوہڑے چماروں کی صف میں شامل کر دیا تھا۔

۶۔ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد یہ ملعون ملک چھوڑ کر بھاگ گیا اور بھٹو مرحوم کے دعوت نامے پر بھی پاکستان نہیں آیا۔ کیوں آتا؟ اس لئے کہ اس کے نزدیک یہ سرزمین لعنتی ہے۔

۷۔ سودی نوبل انعام ملنے پر اسی سرزمین پر جسے لعنتی کہتا تھا پھر آ گیا تا کہ قادیانی جماعت کو فائدہ پہنچا سکے۔

۸۔ اس ملعون نے ہندوستان کے وزیر اعظم آنجہانی راجیو گاندھی سے ملاقات کی یقیناً اس نے پاکستان کے خلاف اکسایا ہو گا۔

الغرض ایسے بہت سے شواہد ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ شخص غدار پاکستان ہے جب یہ غدار پاکستان ہے تو:-

اولاً۔ اسے پاکستان میں قطعی طور پر داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

ثانیاً۔ اگر یہ آ ہی جاتا ہے تو پھر حکمرانوں کو اس سے ملاقات وغیرہ نہیں کرنی چاہئے اور اس پر کسی قسم کا اعتبار نہ کرنا چاہئے یہ انتہائی مکار شخص ہے کسی بھی وقت دھوکہ دے سکتا ہے۔

اس لمبی چوڑی تمہید کا مقصد یہ ہے کہ اس ملعون اور غدار پاکستان نے حال ہی میں وزیر اعظم پاکستان محترم میاں نواز شریف سے ملاقات کی ہے اخبار میں شائع ہونے والی خبر کا تراشہ ملاحظہ فرمائیے:-

"نوبل انعام یافتہ ممتاز پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام جو ان دنوں بغرض علاج لندن میں مقیم ہیں منگل کو انہوں نے وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف سے ملاقات کے لئے ان کے ہوٹل آئے تھے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱ر جون ۱۹۹۲ء)

"ڈاکٹر عبدالسلام ان دنوں علیل ہیں اور چلنے پھرنے سے معذور ہیں وہ دو پہیوں والی کرسی پر بیٹھ کر وزیر اعظم سے ملنے آئے تھے ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان اور برطانیہ کی دوہری شہریت کے حامل ہیں۔"

(روزنامہ جسارت، ۱ر جون ۱۹۹۲ء)

امت مسلمہ نہ صرف ڈاکٹر مذکور کو بلکہ تمام قادیانیوں کو کافر، مرتد اور زندیق سمجھتی ہے اس لئے وزیر اعظم کا کسی بھی اہم قادیانی کو ملاقات کا موقع فراہم کرنا عامۃ المسلمین میں شکوک و شبہات کو جنم دے گا سابق صدر ضیاء الحق مرحوم ظفر اللہ قادیانی کی عیادت کرنے کے لئے اس کے گھر گئے تو اس پر کافی لے دے ہوئی حتیٰ کہ انہیں قادیانی تک کہا گیا۔ ڈاکٹر سلام کی ملاقات کا واقعہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے یہ ملاقات کتنی دیر رہی اور کن موضوعات پر گفتگو ہوئی اس کا تذکرہ اخبارات میں نہیں ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ ڈاکٹر مذکور سائنس کے نام پر کوئی پھندا ڈالنا چاہتا ہو گا۔

اخبارات میں یہ بھی مذکور ہے کہ ڈاکٹر مذکور دوہری شہریت کا حامل ہے یعنی پاکستان کا بھی شہری ہے اور برطانیہ کا بھی۔ اصولاً جب وہ پاکستان کو لعنتی سرزمین کہہ چکا ہے تو اسے پاکستانی شہریت خود بخود ختم کر دینی چاہئے تھی لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوہرا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ برطانیہ کا شہری ہونا اس کے لئے نوبل انعام سے کم نہیں اس لئے کہ یہی وہ سرزمین ہے جس نے قادیان کی ملعون بستی کے ایک [illegible] بدشکل اور بد خصلت مرزا قادیانی کے سر پر نبوت و مہدویت وغیرہ کا تاج سجایا ڈاکٹر مذکور اسی کا پیروکار ہے۔

ہم بات کو طول دینا نہیں چاہتے ہماری وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے یہی درخواست ہے کہ ڈاکٹر سلام جیسے غدار پاکستان اور مار آستین سے ملک کو بھی اور خود کو بھی بچائیں۔

اسلام دینِ فطرت ہے

مولانا مشتاق احمد عباسی

لفظ اسلام لغوی اعتبار سے سلم سے ماخوذ ہے۔ سلم کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔ (اوّل) آفاتِ ظاہری و باطنی سے سلامتی۔ (دوم) صلح اور امن کا حاصل ہونا (سوم) اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلام بندے کو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر لاتا ہے۔ یہی جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقصد بعثت تھا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر آخری رسول و پیغمبر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی نے مخلوقِ خدا کو خدا کی اطاعت و بندگی کی طرف بلایا۔

اللہ جل جلالہ کی طرف سے بندوں کو زندگی گزارنے کا ضابطہ ملا ہے اس کو اسلام کہتے ہیں فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام (القرآن) بے شک اللہ کے نزدیک (زندگی گزارنے کا ضابطہ) اسلام ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۵) جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے گا وہ ہرگز قابلِ قبول نہ ہوگا اور وہ آدمی آخرت میں خسارہ پانیوالوں میں ہوگا۔

اللہ جل شانہ جیسے خود بے عیب و پاک ہیں ایسے ہی اس کی طرف سے عطا کردہ مذہب بھی بے عیب اور پاک ہے۔ انسان جب مکمل طور پر اسلام کے احکامات پر عمل کرتا ہے تو اس کی زندگی بے عیب و صاف ہو جاتی ہے۔ اس میں ملکوتی صفات آ جاتی ہیں وہ دنیاوی گھٹیا اغراض کی خاطر خود کو اعلیٰ مقام سے نہیں گراتا۔ جب انسان کامل طور پر خود کو اللہ کا فرمانبردار بنا لیتا ہے تو اس کے اندر اخلاقِ خداوندی آ جاتے ہیں۔ مثلاً خیر خواہی و ہمدردی، رحم و کرم، عفو و درگزر، ایثار و سخاوت، وغیرہ وغیرہ۔ ایسے وقت انسان کی دنیا بھی جنت کی بن جاتی ہے۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ جتنا انسان نفیس و پاک اور عقل مند ہوتا ہے اس کا انتخاب بھی عمدہ و اعلیٰ ہوتا ہے۔ اس کو خراب و بے کار اشیاء سے فطرتاً نفرت ہوتی ہے۔ اب ہم غور کریں کہ مالکِ عقل، خالقِ عقل، خالقِ دنیا نے جب انسان کے لئے زندگی گزارنے کا طریقہ اسلام منتخب فرمایا تو لامحالہ اس کا انتخاب بھی بے مثل و لاجواب ہوگا۔

اسلام کے فطری ضابطۂ زندگی چھوڑ کر جو لوگ دیگر ادیان و مذاہب اختیار کرتے ہیں وہ دنیاوی اعتبار سے بھی سراسر پریشانی و اضطراب میں رہتے ہیں اور آخرت کا خسارہ تو لازمی ہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اکیلے اللہ کے سامنے جھکو۔ تو اس کے بعد انسان کو در در ٹھوکریں کھانے جھکنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ اکیلے اللہ سے مانگو تو انسان اس کے بعد در در مانگنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایک ہی جگہ سے مشکلات آسان ہوں ضروریات پوری ہوں، ایک ہی ذات کی خوشامد کرنی پڑے۔ ایک ہی سے مانگا جائے یہ آسان ہے بجائے اس کے کہ در در مانگتا پھرے، بہت سوں کے آگے جھکے، کتنوں کی خوشامد کرے۔ یہ سب مشکلات و عذاب کے راستے ہیں۔ کامل مومن صرف اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کے دل سے باقی ہر خوف نکل جاتے ہیں۔ لیکن جب آدمی اللہ سے نہیں ڈرتا تو پھر اس کے دل میں طرح طرح کے خوف مسلط ہو جاتے ہیں وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے جیسے حدیث میں ہے کہ جب انسان اللہ سے نہیں ڈرتا تو پھر ہر چیز اس کو ڈراتی ہے۔ وہ طرح طرح کے وساوس میں مبتلا رہتا ہے تو اسلام کا راستہ آسان بے فکری، بے خوفی و اطمینان کا راستہ ہے۔ جب کہ اسلام کے علاوہ ہر طریقۂ زندگی مصائب و آلام کا راستہ ہے، خوف و خطر و پریشانی کا راستہ ہے۔

اسلام دین فطرت ہے

اسلام کے جملہ احکام سادہ اور فطری ہیں، نیز آسان اور عام فہم ہیں ان میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ ان احکام پر ہر امیر و غریب، ان پڑھ اور پڑھا لکھا، بیمار، تندرست، حاکم اور محکوم بآسانی عمل کر سکتے ہیں۔ ان احکامات پر عمل کرنے سے اخروی فوائد کے علاوہ دنیاوی فوائد بھی بے شمار ہیں۔ مثلاً نماز کو لے لیں کہ اس میں وضو کرنے سے طہارت و صفائی ہوتی ہے۔ نیز عاجزی و انکساری پیدا ہوتی ہے۔ عاجزی و انکساری ایک عمدہ خصلت اور ترقی کا زینہ ہے۔ نماز پڑھنے سے انسان میں ڈسپلن نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے۔ نماز میں اچھی خاصی ورزش سے صحت جسمانی کا راز بھی مضمر ہے نماز سے رزق میں برکت اور روحانی ترقیاں نصیب ہوتی ہے۔ اسی طرح مثلاً زکوٰۃ کو لے لیجئے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان سے بخل و حرص کا مادہ ختم ہو جاتا ہے، سخاوت و فیاضی کا ملکہ راسخ ہوتا ہے، زکوٰۃ ادا کرنے سے غریبوں کے دلوں میں مالدار آدمی سے محبت و انس ہوتا ہے، جھگڑے و فساد ختم ہوتے ہیں، مال پاکیزہ ہوتا ہے، حج ادا کرنے سے صحت جسم و روح حاصل ہوتی ہے، جسم میں توانائی حاصل ہوتی ہے۔ سفر کرنے سے اور ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑنے کی بنا پر انسان کی عقل و فہم میں اضافہ ہوتا ہے۔ سفر کرنے سے تجارتی راہیں کشادہ ہوتی ہیں۔ غرض اسلام کا ہر حکم سادہ فطری عام فہم اور عمل کرنے میں آسان ہے۔

احکام اسلام کے ترک سے مصائب و آلام

جس طرح عام زندگی میں جسمانی قوانین فطرت ہیں مثلاً منہ سے کھانا، دانتوں سے چبانا، گلے سے اتارنا، ہاتھوں سے پکڑنا، پاؤں سے چلنا، کانوں سے سننا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ نہیں صاحب میں تو منہ کی بجائے ناک سے کھاؤں گا یا ہاتھوں سے پکڑنے کی بجائے پاؤں سے پکڑوں گا یا پاؤں سے چلنے کی بجائے منہ کے بل چلوں گا تو بتایئے ایسا شخص کتنی اذیت و مصیبت کا شکار ہوگا۔ اسی طرح اسلام کے تمام قوانین فطری ہیں ان کی مخالفت کرنے والا دنیا و آخرت کی بے حساب اذیتیں اٹھائے گا۔ اللہ کے نافرمان کے لئے دنیا تنگ ہو جاتی ہے

باقی صفحہ ۲۰ پر

سفرِ حج میں غریب نوازی

پروفیسر محمد اجتباء ندوی

سفرِ حج تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے، حرمین شریفین یکساں طور پر امیروں، غریبوں اور عوام و خواص کا مرکز بنے رہے ہے۔ لوگوں نے اس راہ میں خرچ کرنا اپنی بہت بڑی سعادت سمجھی، سفرِ خرچ کے علاوہ اپنی جمع شدہ پونجی یا امیروں و رئیسوں کی جانب سے تحفے تحائف لے کر آتے اور حرم کے فقیروں اور غریبوں میں تقسیم کی، اور جب انھوں نے اپنی دولت حرمین شریفین میں خرچ کر دی تو انھیں بے حد سکون اور فخر و اعزاز کا احساس ہوا کبھی ایسا بھی ہوا کہ حج کا قافلہ راہ میں غریبوں کو فیض پہنچاتا ہوا گزرا اور اپنا پورا توشہ فقیروں و مسکینوں کے حوالہ کر کے وطن واپس ہو گیا، کیونکہ فریضۂ حج ادا کر چکا تھا۔ یہ حج اس کا نفلی تھا۔ اور فاقہ زدہ لوگوں کی اعانت زیادہ ضروری سمجھا۔

اس سلسلہ میں مشہور عالم و محدث حضرت عبداللہ بن مبارک کا واقعہ بڑا ہی عبرت ناک اور فکر انگیز ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک بغداد سے اپنے شاگردوں اور معتقدوں کے ہمراہ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ضرورت کی چیزوں اور کھانے پینے کی اشیاء میں پرندے اور جانور بھی تھے، ناگہانی ضرورت اور بار برداری و مزدوری کے لئے نقد سکے بھی تھے۔ راستہ میں وعظ و ارشاد اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ قائم تھا، ساتھیوں و رفقا کے علاوہ خلقِ خدا کو بڑا نفع پہونچ رہا تھا۔ وہ حج کے راستہ کا بڑا حصہ طے کر چکے تھے کہ ان کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں بدوؤں کے چند خیمے نظر آئے، کچھ دیر اس کے قریب قیام کیا۔ کھانا تیار کروایا اور اس کے بعد سامان کا جائزہ لیا، پرندوں کے ذمہ دار نے دیکھا کہ ایک پرندہ مرا ہوا ہے۔ اس کی اطلاع حضرت عبداللہ بن مبارک کو دی گئی تو انھوں نے کہا کہ اس کا کھانا جائز نہیں ہے اس لئے راستہ کے کنارے ڈال دو، وہ پرندہ ڈال دیا گیا اور قافلہ نے رختِ سفر باندھا اور روانہ ہوا پرندہ راستہ کے کنارہ ڈالنے والا شخص چند قدم پیچھے رہ گیا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ ایک عورت خیمہ سے نکلی اور پرندہ اٹھایا اور خیمہ میں داخل ہو گئی۔ اس شخص کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر حضرت عبداللہ بن مبارک کو خبر کی تو انھوں نے فرمایا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے مردہ جانور یا پرندہ مسلمان کے لئے کھانا جائز نہیں ہے۔ کہیں وہ عورت ناواقف نہ ہو، ہمراہیوں کے ساتھ واپس ہوئے اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی، آواز سن کر وہی عورت باہر نکلی اور اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ ہمارے قافلہ کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے مرا ہوا پرندہ کنارہ ڈالا تو تم نے آ کر اسے اٹھا لیا ہم یہ سن کر واپس آئے ہیں کہ ناگاہ تم اسے کھا نہ لو کیونکہ مردار کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اس عورت نے بڑے اطمینان اور اعتماد سے جواب دیا مگر ہمارے لئے مردار کا کھانا حلال ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے دریافت کیا کیوں؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عورت نے جواب دیا بے شک ہم مسلمان ہیں، لیکن ہمارا پورا گھرانہ تین دن سے فاقہ سے ہے اور ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے اس لئے ہم مضطر و مجبور کے موقف میں ہیں۔ ایسی صورت میں مجھے یہ پرندہ نظر آیا میں نے اٹھا لیا تاکہ اسے ابال کر شام کو شوربے سے افطار کر لیں۔

عورت کی کہانی سن کر حضرت عبداللہ بن مبارک کا دل بھر آیا۔ اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک نے فریضۂ حج ادا کر لیا ہے۔ ہمارا یہ حج نفل کے طور پر ہے اور کسی مسلمان کی جان بچانا فرض ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم واپسی کے اخراجات کے لئے کچھ بچا کر باقی اس خیمہ والوں کو دیدیں۔ ساتھیوں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے اس مشورہ پر لبیک کہا اور کچھ سامان بچا کر باقی تمام سامان اس عورت کے حوالہ کر دیا تاکہ وہ اپنی اور اپنے گھرانہ کی فاقہ کشی اور غربت کا مداوا کرے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اپنے قافلہ کے ساتھ بغداد بغیر حج ادا کئے ہوئے واپس ہو گئے۔

سفرِ حج اور حرمین شریفین میں اخراجات کے سلسلہ میں ایک خاتون مسلمان کا قصہ بھی پڑھ لیجئے۔ برصغیر ہند و سطی علاقہ کی مسلم سلطنت کا سلطان علاء الدین حسن گانگو بانی بہمنی سلطنت کا بیٹا سلطان محمد شاہ اول (متوفی ۷۷۶ھ / ۱۳۷۵ء) وارث ہوا بڑا ہوشمند دیندار اور فیاض بادشاہ تھا۔ اس نے شاہی خزانہ کی دولت بڑی فیاضی اور فراخدلی سے خرچ کی، دولت آباد اور برار کے امراء اور حکام کو خلعت اور انعامات تقسیم کئے، غرباء و مسکینوں کی سرپرستی اور خبر گیری کے لئے فرامین جاری کئے، اپنے والد بانی سلطنت کے ایصال ثواب کے لئے دو سو حفاظ کو تلاوتِ پاک پر متعین کئے، اور ان کے اخراجات کی کفالت خود کی۔ اس کی ماں ملکۂ جہاں نے اپنی دولت اپنے شوہر کے ایصال ثواب کے لئے خدا کی راہ میں صرف کر دی اپنے علاقہ کی بے کس و لاچار، بیوہ و پریشاں حال عورتوں کی سرپرستی

باقی صفحہ ۲۷ پر

بوہری مذہب کے عقائد و نظریات

مرسلہ: محمد یونس فاروقی

(۱) ان کے پانچ دعائم ہیں جن میں سب سے اہم ترین جزو یہ ہے کہ "ولایت" پر ایمان ہو اور یہ اس قدر اہم ہے کہ ان کے نزدیک توحید و رسالت کا بھی اسی پر دارومدار ہے "سیدنا" چونکہ ولی کے سلسلے کا ایک فرد ہے اور متعین من جانب اللہ ہے۔ اس لیے اس کے مرتبہ پر ایمان لانا فرض ہے چاہے اس سے کتنی ہی لغزشیں اور زیادتیاں سرزد ہوں اور جو کوئی شخص "سیدنا" کے مرتبہ پر ایمان لایا۔ اس نے اپنے لیے گویا جنت تکھوالی۔ اب چاہے وہ کتنا ہی بے دین بلکہ دین کا دشمن ہو کر مرے وہ جنت ہی میں جائے گا۔ کیونکہ "سیدنا" اس کی جنت کا ضامن ہے۔

(۲) "سیدنا" کو غیب کا مالک "قرآن ناطق" مانتے ہیں۔

(۳) "سیدنا" کے ہر حکم کو سر آنکھوں پر اس لیے لیا جاتا ہے کہ اس کو ہر معاملے میں امام الزماں (جو پردے میں جا چکا ہے) کی جانب سے الہام کے ذریعے مشورہ دیا جاتا ہے "سیدنا" کو "اولوالامر" بھی مانتے ہیں اسی لیے اس کے ہر ظلم کو خاموشی سے سہتے ہیں۔

(۴) ان کے یہاں تدبر قرآن کی سختی سے ممانعت ہے کیونکہ یہ صرف داعی وقت کا کام اور ذمہ داری ہے اور عام لوگوں کو دین کے متعلق بقدر ضرورت سمجھ لینا چاہیے۔

(۵) قرآن کریم کو تحریف شدہ مانتے ہیں۔ انھیں لحرم کہ اصل قرآن ہمارے حضرت علیؓ کے پاس ہے۔ اور وہی اصلی قرآن وراثتہً داعی وقت کے پاس پہنچا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس دنیا میں دین صحیح ترین اور مستند ترین علم صرف اور صرف "سیدنا" کو ہے۔ ان کے خیال میں جو تفسیریں بازار میں دستیاب ہیں۔ لوگوں نے اپنی اپنی مرضی سے لکھی ہیں اور یہ ساری کی ساری ناقابل التفات ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پڑھنے سے ہمارا ایمان غارت ہو جاتا ہے۔

(۶) "سیدنا" کے ساتھ "میثاق" میں رہنا شرط ایمان ہے اور یہ ان کے نزدیک "بیعت مرشد" کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔ اگر "سیدنا" ناراض ہو جائے تو "براءت" کہہ کے دین اور سماج سے خارج کر سکتا ہے یہی سبب ہے کہ بوہروں کے لیے جہنم میں جانا آسان ہے اور "سیدنا" کی "براءت" اس سے زیادہ سخت ہے، اسی لیے ہر بوہری "سیدنا" کی "براءت" سے ہمیشہ خائف و ترساں رہتا ہے۔

(۷) بوہروں میں جو معتد بہ عنصر اب دین کے معاملے میں بیدار ہو چکا ہے۔ وہ بھی اظہار سے صرف اس لیے ڈرتا ہے کہ براءت کا سامنا کرنا پڑے گا اور نفسیاتی طور پر وہ اس سے بے حد خائف ہیں۔

(۸) ان کے نزدیک "سیدنا" چونکہ اللہ کا نور ہیں اس لیے ان کو سجدہ کرنا جائز ہے اور اسی لیے عام طور پر ان کو سجدہ کیا جاتا ہے۔

(۹) ان کا ذبیحہ کی دعا میں کلمہ "بسم اللہ" کے آگے مزید بائیس نام اللہ کے ساتھ جوڑے گئے ہیں۔

(۱۰) اعمال صالحہ کے متعلق ان کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ جس نے حضرت علیؓ کو امام مانا اور ان کے سلسلے کو برحق اور منصوص من جانب اللہ جانا اور امام حسین کا ماتم کیا وہ جہنم اور عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا۔ اور وہ اعمال صالحہ کا مکلف نہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کے اپنے فرقے کے علاوہ جو لوگ ہیں۔ عنداللہ نہ ان کا ایمان قبول ہے اور نہ ہی اعمال صالحہ، نہ ان کی نمازیں قبول ہیں اور نہ حج وغیرہ۔

(۱۱) ان کے نزدیک زمانہ کے حالات کے مطابق شریعت میں تبدیلی کرنے کا پورا پورا اختیار اماموں کو بھی تھا اور داعیوں کو بھی ہے۔

(۱۲) ہندو سماج کے برہمنی نظام کے فلسفے کے عین مطابق ان کے نزدیک ہر مذہبی رسم میں "ملا" کا پارٹ اہم ترین ہے۔ "ملا" کی اجازت کے بغیر جو قربانی ہو یا اور کوئی مذہبی تقریب ہو۔ ان کے عقیدہ میں اللہ کے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں۔

(۱۳) ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جانے والی دعاؤں میں ایک دعا "داعی وقت" کے لیے مقرر ہے جس میں یہ ہے کہ "یا اللہ ہمیں داعی کی پوری پوری اطاعت کی توفیق عطا فرما۔"

(۱۴) لیلۃ القدر میں پڑھی جانے والی نمازوں میں ایک وظیفہ یہ ہے: "ھذہ الصلوٰۃ فہی ھدیۃ منی الیک یا فاطمۃ الزھراء فتقبلھا منی" اور یہ وظیفہ نفل نماز کے بعد مصلے پر ہی بیٹھے بیٹھے اپنے گالوں کو لگا لگا کر رو رو کر پڑھتے ہیں۔

(۱۵) صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علیؓ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت حذیفہؓ وغیرہ چند کو چھوڑ کر باقی کے بارے میں ان کا یہ خیال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد سارے کے سارے مرتد ہو گئے تھے۔

(۱۶) داعی وقت برہان الدین سے پہلے جو داعی تھا یعنی طاہر سیف الدین، اس کو یہ لوگ بے حد بزرگ مانتے ہیں، اس کی تحریر کردہ ایک کتاب "منقبت مولانا علی"

ہے جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کی تمام صفات واحد، احد، صمد حضرت علیؓ کے لیے تجویز کردی ہیں۔ اور ان کو خالق جنت و دوزخ، آدم علیہ السلام کی دعا قبول کرنے والا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچانے والا۔ نوحؑ کی کشتی سے بچانے والا بتایا ہے۔ اور تمام نبیوں کو نبوت دینے والا بھی حضرت علیؓ ہی کو بتایا ہے۔

(۱۷) حضرات شیخینؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عائشہؓ کو گالی دیے بغیر ان کے نزدیک ... دین مکمل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے خیال میں ان سب سے حضرت علیؓ سخت ناراض تھے اور انہوں نے حضرت علیؓ سے خلافت چھین لی تھی، جو ان کے نزدیک انہی کا حق تھی۔

(۱۸) ان کے نزدیک قرآن سے کسی کو ہدایت نہیں مل سکتی جب تک کہ "سیدنا" مدد نہ کریں۔

(۱۹) قوم کے عام لوگ تراویح کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ... اس کی شروعات کرنے والے حضرت عمرؓ ہیں جو ان کے نزدیک .... امام کے سخت ترین دشمن تھے۔

(۲۰) اذان کے مسنون کلمات کے ساتھ "حی علیٰ خیر العمل" اور "محمدؐ و علی خیر البشر و عترتہما خیر العترۃ" کہتے ہیں۔

(۲۱) ان کے مذہبی کیلنڈر کی پشت پر تفصیل سے سعید اور نحس گھڑیوں کا ایک چارٹ ضرور ہوتا ہے، جس کو دیکھ کر یہ لوگ اپنی شادی بیاہ وغیرہ کی گھڑیاں متعین کرتے ہیں۔

(۲۲) حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبہ دیا۔ ان کے خیال میں اس خطبہ میں آپؐ نے ہر ممکن اشارہ کے ذریعے امت کو سمجھا دیا تھا کہ میرے بعد علیؓ کو خلافت دی جائے۔ صاف صاف اس لیے نہیں فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا زور غالب تھا۔ آپؐ ان سے خائف تھے (العیاذ باللہ)

(۲۳) بوہروں میں مرد و عورت کا اختلاط بالکل عام ہے۔ مسجدوں میں آنے والے لوگوں میں مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ مزاروں پر جانے میں "عرس" میں "ملاّ" سے مذہبی کارروائی کی اجازت لینے جانے کے لیے عورتیں ہی پیش پیش ہوتی ہیں۔ ان کی مذہبی تقریبوں میں دکھاوے کے طور پر پردے کا اہتمام کیا جاتا ہے ورنہ جو شرمناک مناظر خود جماعت خانوں میں دیکھے جاتے ہیں۔ وہ ان کے دین کا ایک اہم ترین جزو ہیں۔ منگنی کی رسم کے بعد لڑکی اور لڑکے کو نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو خوب اچھی طرح سے پہچان لینے کے لیے خوب ملنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

(۲۴) میت کو دفن کرنے کے سلسلے میں ان کے "ملاّ" جو ... میت کے متعلقین کو اذیت پہنچاتے ہیں، اس سے خود بوہرہ قوم بے حد پریشان ہے۔ ان کے "ملاّ" کہتے ہیں کہ میت کے ذمہ زکوٰۃ، فطرہ، سبیل وغیرہ جتنا بھی ہے وہ سارا کا سارا جب تک ادا نہیں ہو جاتا۔ اسے کسی صورت دفن نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح دفن کر دینا اس کے لیے سخت عذاب قبر کا باعث ہوگا۔ اسی سبب سے ان کے "ملاّ" ان کے متعلقین کی جانب سے وہ سارے پیسے بھرنے کا کبھی کبھی ایک ایک دو دو دن تک انتظار کرتے ہیں۔ اور کبھی میت کے متعلقین اور مقامی "ملاّ" (عامل) کے درمیان بڑے جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر میت کے متعلقین غریب و نادار ہوں تب بھی "ملاّ" کسی طرح میت کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

(۲۵) تقریباً یہی معاملہ اجازت نکاح میں بھی دیکھا جاتا ہے۔ میت کے دفن کرنے کی اجازت کو "رقعہ چھٹی" اور نکاح کے اجازت نامہ کو "صفائی چھٹی" کہتے ہیں۔ نکاح کی "صفائی چھٹی" حاصل کرنے کے لیے لڑکی اور لڑکے والوں کو اپنے اپنے ... "ملاّ" ... جس جگہ بس گئے ہیں وہاں کے "ملاّ" سے اگر اجازت کی جگہ الگ ہے تو وہاں کے "ملاّ" سے اس بات کی تحریری صراحت پیش کرنی ہوگی کہ "کوٹھار" (سیدنا کے طعام) کے ذریعہ عائد کی گئی مختلف مدوں کی رقمیں ماہ بماہ اور سال بسال برابر ادا کی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی رقم قابل ادائیگی ہے تو وہ ہر صورت میں نکاح سے پہلے پہلے ادا کر دینی پڑے گی۔ اس سختی کے شکار بے شمار بوہری فریاد بار بار کرتے ہوئے اور اپنی روئیداد بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن ان کی کہیں بھی دادرسی نہیں ہوتی۔

(۲۶) ان کے "ملاّ" اور عامی سبھی اپنے آپ کو "عبد سیدنا" اور "امۃ سیدنا" کہلاتے ہیں۔

(۲۷) ان کے "کوٹھار" کے بڑے بڑے ملاّؤں سے ان کے دین کے متعلق بہت تفصیل سے گفتگو کرنے کا موقع ملا جب قرآن شریف کی صریح آیتوں سے ان کے عقائد کی تردید کی جاتی ہے اور مختلف مواقع پر قرآن کی آیتوں کو بطور ثبوت پیش کیا جاتا ہے تو قرآن شریف کی آیتوں کی رد میں ان کے عالم ان کے اماموں "فاطمی خلفاء" اور داعیوں کے قصے اور روایتیں پیش کرتے ہیں اور زور دار طریقے پر کہتے ہیں کہ نصوص وہ ہیں جو ہمارے اماموں اور داعیوں کے عمل سے ہم پر واضح ہوئیں ذریعہ قرآن کی بے زبان آیتیں اور اس کے بعد پر مرتبہ حضرت علیؓ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ایک موقع پر قرآن شریف کو اٹھا کر تین مرتبہ کہا "اے قرآن بول! قرآن بول، اے قرآن بول" پھر لوگوں سے کہا کہ یہ تو ایک کتاب ہے۔ یہ کیا بولے گی۔ میں بولوں گا۔ گویا اس سے وہ یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی اور ان کے بعد ہونے والے ہمارے سارے آئمہ برحق اور داعیان برحق کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے کہ قرآن کو ان کے خلاف کبھی نہیں لایا جا سکتا۔ کہتے ہیں کہ یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ان کے کسی عمل کو قرآن کی نص کے خلاف سمجھا۔

(۲۸) مختلف علاقوں میں بھیجے ہوئے عاملوں کے ذریعے زکوٰۃ اور دوسری رقمیں بوہروں سے وصول کرنے کا جو باقاعدہ نظام قائم کیا گیا ہے۔ وہ بہت زیادہ مرتب ہے بڑی مشکل سے کوئی ان رقموں کو ادا کرنے سے بچ سکتا ہے۔ عامل کا اہم ترین کام رقموں کی وصول یابی ہوتا ہے۔

(۲۹) یا محمدؐ یا علیؓ یا فاطمہؓ وغیرہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ اور ذکر اللہ کا اہتمام ان کی مسجدوں میں نہیں ہوتا۔ البتہ حضرت حسینؓ کے ذکر کے لیے مجالس ہوتی ہیں اور خاص کر عشرہ محرم میں ان کا زیادہ اہتمام ہوتا ہے۔

(۳۰) مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کے بہت ہی قریب واقع بوہروں کی رباط ہے۔ اس کے گیٹ کے بالکل سامنے اندر کی جانب نوٹس لگا ہوا ہے کہ حاجیوں سے درخواست ہے کہ جب حرم شریف میں اذان ہوا کرے اس وقت رباط سے باہر نہ جایا کریں۔ بیت اللہ شریف میں امام کے ساتھ نماز پڑھنے کی بوہروں کو ممانعت ہے اور ہر شخص

(۳۱) "سیدنا" کی مدح میں چند اشعار جو ہر موقع اور

باقی صفحہ ۲۷ پر

بے حس حکومت اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان

پریس کانفرنس

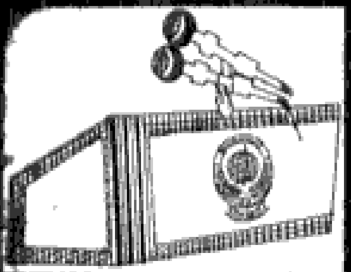

رعایت اللہ فاروقی

ایک دور تھا کہ عالم اسلام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر جو لوگ سازشیں کرتے نظر آتے تھیں ایک یہودی اور دوسری عیسائی مگر انیسویں صدی کے آغاز سے ان دو اقوام کے ساتھ ایک قوم اور بھی مل گئی اور یوں اسلام کے خلاف سازشی عناصر کی ایک مثلث وجود میں آگئی یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں اور عالم اسلام کے خلاف سازشیں اور پھر ان پر عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کا تعاون بھی کرتے ہیں اور جہاں مسئلہ ذرا بڑا ہو تو یہ تینوں متحد ہو کر اس مسئلے سے نمٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آج کل پورے عالم کفر کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ پاکستان میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی صورت میں موجود ہے یہ وہ طاقت جو اسلام کی "قیمہ" ہے وہ پریشان ہے کہ اس شخص کے ساتھ کیا کیا جائے؟۔ قارئین کو یہ بتانا کہ ڈاکٹر خان کون؟ اور کیا ہیں؟ یہ یقیناً سورج کو چراغ دکھانا اور یا یہ کہ کسی کو یہ بتلانے کے مترادف ہے کہ دیکھو! یہ جو ہر صبح مشرق کی کوکھ سے جنم لے کر ہر شام مغرب کی لحد میں گول سا روشن کرہ دفن ہوتا ہے اس کو سورج کہتے ہیں...... ایک دور تھا کہ مسلمان کا نام سن کر کفر کے ایوان لرز جاتے تھے۔ اور اتنا کہ صلاح الدین ایوبی کے پانچ لاکھ مجاہدوں کے ہاتھوں تیس لاکھ صلیبی فوجوں کو شکست فاش کا تماشا بھی دیکھا مگر پھر حالات نے یک دم پلٹا کھایا اور مسلمان عیسائیوں اور یہودیوں کے مقابلے میں ایک شکست خوردہ قوم بن گئے مسلمانوں کی وحدت کو ترپالیس ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا اور عسکری لحاظ سے عیسائی بہت بڑی طاقت بن گئے اور چونکہ زمانہ ترقی کر چکا ہے میدان جنگ کا فیصلہ تلوار کی جگہ خود کار رائفلوں اور منجنیق کی جگہ توپوں اور ٹینکوں سے ہونے لگا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اب عسکری لحاظ سے اس کو زیادہ طاقتور سمجھا جانے لگا ہے جس کے پاس ایٹمی طاقت ہو صورتحال یہ ہے کہ صرف روس کے پاس تیس ہزار ایٹم بم تھے جبکہ امریکہ اور دیگر طاقتوں کی تو بات ہی الگ ہے جبکہ مسلمانوں کے پاس

اس میدان میں کچھ بھی نہ تھا، پھر اچانک ہالینڈ سے ایک شخص پاکستان آیا اور اس نے کہا میں اس میدان میں کام کر کے مسلمانوں کے اس وقار کو واپس حاصل کر سکتا ہوں جو کہیں گم ہو گیا اور پھر جب اس نے اللہ کا نام لے کر اس سلسلے میں کام شروع کر دیا جیسا اس کی خبر کفر یہ طاقتوں کو ہو گئی تو وہاں ایک زلزلہ برپا ہو گیا اور ان کے دن اور رات انہیں خیالات میں گزرنے لگے کہ اس شخص کو کیسے روکا جائے؟ اس کے منصوبے کو کیسے ناکام کیا جائے؟

اس سلسلے میں کبھی تو ہالینڈ کی عدالت میں یہودی ججوں کے ذریعے اس پر ایٹمی رازوں کی چوری کے جھوٹے مقدمات میں سزائیں سنا کر ذلیل کرنے کی کوششیں ہوئیں تو کبھی ہندوستانی کلدیپ نائیر کے ذریعے جھوٹے اور من گھڑت انٹرویو کا اسکینڈل کھڑا کر کے اس کے لئے مسائل پیدا کرنے کی کوششیں ہوئیں اور جب ان تمام کاوشوں سے خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ کیا جا سکا تو پھر آستین کے سانپ "مرزائیوں" کو یہ مشن سونپا گیا جنہوں نے ایک طرف یہ جھوٹا اور من گھڑت جبر اڑا کر پاکستان کے خلاف مغربی طاقتوں کے لئے کارروائی کا جواز فراہم کرنے کی کوشش کی کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے وسطی ایشیا کی ریاستوں کا خفیہ دورہ کیا ہے۔ جب یہاں انہیں ناکامی ہوئی تو پھر انہوں نے نئی گاڑیوں میں ڈاکٹر خان کے مکان کے مٹنے کو ہموار کیا اور یہ اسکینڈل بنانے کی کوشش کی کہ ڈاکٹر خان نے حکومت سے پلاٹ حاصل کیا ہے جب منیٹر فاروق چوہدری نے انکشاف کیا کہ مرزائیوں نے ڈاکٹر خان کو بدنام کرانے کے لئے پندرہ لاکھ روپے تقسیم کئے ہیں تو وقتی طور پر تو یہ حضرات خاموش ہو گئے مگر گزشتہ دنوں نئی گاڑیوں میں سی۔ ڈی۔ اے نے جو کچھ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں ایک موقر انگریزی روزنامے نے انکشاف کیا ہے کہ نئی گاڑیوں کے تازہ ترین واقعے کے تانے بانے مرزائیوں نے بنے ہیں اور نئی گاڑیوں میں سی۔ ڈی۔ اے

کے بلڈوزروں کا ہدف ناجائز تجاوزات نہیں بلکہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان تھے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس مخصوص لابی کو آزاد چھوڑ دیا گیا وہ ڈاکٹر خان کے خلاف جو چاہتی ہے کرتی ہے۔

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو مرزائیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے اور دوسری طرف وزیراعظم نواز شریف لندن میں رسوائے زمانہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سے ملاقات کرتے ہیں کہ جن کو ڈاکٹر کہنا "ڈاکٹریٹ" کو بدترین گالی دینے کے مترادف ہے۔ سوال یہ ہے کہ کہیں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی چھٹی کرا کر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو لانے کی کوششیں تو نہیں ہو رہیں؟

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف مرزائی لابی کا سرگرمی پر روزنامہ "جنگ" کے ممتاز کالم نویس محترم عبدالقادر حسن رقم طراز ہیں:-

"جو لوگ کبھی اپنے نام سے اور کبھی دوسرے جعلی ناموں سے ڈاکٹر صاحب کے خلاف لکھ رہے ہیں یہ سب انگریزی زبان کے صحافی ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ نام نہاد ترقی پسند ہیں اور زیادہ تر ایک مذہبی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو پاکستان میں اقلیت قرار پانے کے بعد اس ملک کی دشمنی میں سب سے آگے ہیں"۔

(جنگ لاہور جمعہ ۶ مارچ ۱۹۹۲ء)

اسی طرح روزنامہ "جسارت" کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں محمد یونس قریشی صاحب "قادیانی پھر

باقی صفحہ ۲۶ پر

وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط

مولانا اللہ وسایا ملتان

بخدمت عالی جناب الحاج میاں نواز شریف صاحب، وزیر اعظم پاکستان!

میں ایک دینی اور قومی مسئلہ کی طرف آنجناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

ملت اسلامیہ کی طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد قادیانیوں کو آئین و قانون میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ملت اسلامیہ کے دینی تشخص کے لئے جداگانہ طرز انتخاب کی بنیاد رکھی گئی۔ ووٹر لسٹوں میں غیر مسلم اقلیتوں کے لئے علیحدہ رنگ رکھے گئے۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود ہے اور شناختی کارڈ فارموں میں بھی حلف نامہ کی بنیاد پر مسلم و غیر مسلم کی تمیز کے لئے مذہب کا خانہ موجود ہے۔ پاکستان کے جھنڈے کے رنگ بھی مسلم و غیر مسلم کی رعایت سے تجویز کئے گئے۔

ان تاریخی فیصلوں کا تقاضا تھا کہ "دو قومی نظریہ" کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والی مملکت خداداد پاکستان کے باسیوں کے شناختی کارڈوں میں مذہب کا خانہ ہو۔ اور اقلیتوں کے شناختی کارڈ کا رنگ علیحدہ تجویز کیا جاتا تاکہ آئینی و قانونی تقاضوں کی تکمیل میں کوئی اشتباہ نہ ہوتا اور یہ کہ عرب ممالک میں تلاش روزگار کے لئے جانے والے پاکستانیوں کی مذہبی حیثیت کے بارے میں کوئی الجھن باقی نہ رہتی۔

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ایک عرصہ سے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا مطالبہ کرتی چلی آرہی ہے۔ اس پلیٹ فارم کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ تمام مکاتب فکر کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔

جناب بھٹو صاحب کے زمانہ میں مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ مطالبہ رکھا۔ مگر ان کا کہنا تھا کہ ملک میں شناختی کارڈ نئے سرے سے بنائے گئے تو قومی خزانہ پر ناروا بوجھ ہوگا۔ آپ کے سیاسی مرشد جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے مطالبہ کیا گیا۔ انہوں نے بھی عذر کیا مگر انہوں نے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر دیا۔ پاسپورٹ، شناختی کارڈ کی بنیاد پر بنتا ہے۔ اس لئے قادیانی شناختی کارڈ میں مذہب کی صراحت نہ ہونے سے غلط فائدہ اٹھا کر عرب ممالک میں جانے کے لئے خود کو مسلمان اور مسلمانوں کو مغربی جمہوریت وغیرہ لے جانے کے لئے پاسپورٹ میں قادیانی لکھوا لیتے ہیں۔ اس سے ہزاروں افراد ارتداد کے مرتکب ہوئے۔ کیوں؟ اس کی بنیادی وجہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا نہ ہونا ہے۔

جناب محمد خان جونیجو اور محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے دور اقتدار میں نئے شناختی کارڈ کمپیوٹر سسٹم پر بنائے جانے کی تجویز آئی تو تمام مکاتب فکر نے اس مطالبہ کو دہرایا۔ اس وقت ڈائریکٹر جنرل رجسٹریشن اور وفاقی سیکرٹری داخلہ نے ڈیزائننگ میں مذہب کا خانہ رکھا۔ مگر وفاقی کابینہ میں نہ جاسکا۔ اور ان کی حکومتیں تحلیل ہوگئیں۔

اب آنجناب کے عہد اقتدار میں شناختی کارڈ نئے سرے سے کمپیوٹر پر لانے کا مرحلہ آیا تو سب سے پہلے آنجناب اور وزیر داخلہ سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے بات کی۔ مولانا حافظ حسین احمد صاحب سینیٹر، راجہ ظفر الحق صاحب اور قومی اسمبلی کے چند دوسرے ممبران ۸ / فروری کو صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان صاحب سے ملے۔ اخبارات گواہ ہیں کہ صدر مملکت نے اصولی طور پر اس مطالبہ سے صرف اتفاق کیا بلکہ اسے تسلیم کرکے ہدایات جاری کرنے کا اعلان فرمایا۔ تمام مکاتب فکر نے ہزاروں تار اور خطوط کے ذریعہ صدر مملکت، آنجناب، وزیر داخلہ، سیکرٹری داخلہ، وفاقی وزیر مذہبی امور و ڈائریکٹر جنرل رجسٹریشن سے اس سلسلہ میں گذارش کی۔ ہزاروں کی تعداد میں اشتہار ملک بھر میں تقسیم ہوئے۔ ۲۳ فروری کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا گیا۔ ۱۹ مئی کو جناب لیاقت بلوچ ایم۔ این۔ اے اور ۲۱ مئی کو جناب قاضی حسین احمد صاحب نے صدر مملکت سے ملاقات میں اس مسئلہ کو رکھا۔ انہوں نے پھر حسب سابق وعدہ فرمایا۔ اخبارات اس کے گواہ ہیں۔ ۸ مئی کو آنجناب سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ملاقات کی اور آپ کو تحریری درخواست دی۔ آپ نے وعدہ فرمایا۔ ۲۱ مئی کو ملک کی مقتدر شخصیات نے قومی کنونشن منعقدہ اسلام آباد میں اس مطالبہ کو دہرایا۔

۲۹ مئی کو ملک بھر میں پھر یوم احتجاج منایا گیا۔ آنجناب نے ازراہ کرم گستری نئے شناختی کارڈوں کا اجراء روک دیا۔ اور مذہب کے خانہ کا اضافہ کا حکم فرمایا۔ مگر پھر نہ معلوم وجوہات کی بنیاد پر بغیر مذہب کے خانہ کے اضافہ کے نئے شناختی کارڈوں کا اجراء شروع ہوگیا اور اب دھڑا دھڑ کمپیوٹر چل رہے ہیں اور مسلمان اس سے متفکر

جائز آئینی و دینی مطالبہ کا قتل عام ہو رہا ہے۔

ہاں! حضور والا شان۔ جب صدر مملکت نے وعدہ فرمایا اور ہزاروں احتجاجی خطوط و تار آنجناب تک پہنچے تو سیکرٹری داخلہ نے ایک میٹنگ طلب کی اور فیصلہ کیا کہ چاروں صوبائی حکومتوں سے رائے طلب کی جائے۔ جناب عالی! مخالصتہً ایک وفاقی مسئلہ کو صوبائی حکومتوں کا کورٹ میں پھینکا اور پھران کی رائے آجانے سے بیشتر ہی سرمنٹی کو صدر مملکت سے اس کا افتتاح کرا لیا۔ کیا یہ سمجھنے کے لئے کافی نہیں کر " پانی کہاں مر رہا ہے"۔ قومی اسمبلی میں جناب اقبال چیمہ ایم۔ این۔ اے نے سوال اٹھایا تو قومی اسمبلی کا ریکارڈ گواہ ہے کہ جواب دیا گیا کہ صوبائی حکومتوں سے رپورٹ طلب کی ہے۔ آپ کی طبع نازک پر خدا کرے کہ یہ امور گراں نہ گزریں کہ۔

(۱) صدر مملکت نے واضح ہدایات جاری کیں۔ (اخبارات ۲۲ مئی ۱۹۹۲ء)

(۲) چاروں صوبائی حکومتوں سے اس مطالبہ کے تسلیم کئے جانے کے حق میں رپورٹیں آچکی ہیں۔

(۳) وفاقی وزارت مذہبی امور نے سپیشل پیغام تحریری کا نمبر ۲۰۹ .A.D.G ۳۸/۲ مورخہ ۹ مئی ۱۹۹۲ء کو اس کے حق میں زوردار رپورٹ کر دی ہے۔

(۴) اسلامی نظریاتی کونسل کی تحریر شائع شدہ رپورٹ سالانہ برائے ۸۰-۱۹۷۹ء کے صفحہ ۱۵۲ پر سفارش نمبر ۴۲ بدیں الفاظ موجود ہے۔

"شناختی کارڈوں پر دین کا اندراج:۔

"اسلامی کونسل نے سفارش کی کہ شناختی کارڈوں پر دین کا خانہ بڑھایا جائے۔ یہ اضافہ اس لئے تجویز ہوا کہ بعض موجودہ اور مجوزہ قوانین کے نفاذ کیلئے شہریوں کے دین کا جاننا بھی ضروری ہے مثلاً زکوٰۃ اور عشر کی وصول یابی، حدود کا نفاذ وغیرہ۔

(۵) آپ کی وزارت داخلہ و وزارت قانون نے نوٹیفکیشن کی سمری آنجناب کو بھجوائی جو آنجناب کی نظر عنایت کی مستحق نہ گردانی جا رہی ہے۔

(۶) آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی رکن جماعتیں۔

۱۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان۔ ۲۔ جمعیت علماء پاکستان۔ ۳۔ جمعیت اہل حدیث۔ ۴۔ اتحاد العلماء۔ ۵۔ متحدہ علماء کونسل۔ ۶۔ حزب الجہاد۔ ۷۔ تنظیم اہلسنت۔ ۸۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ۹۔ ادارہ منہاج القرآن۔ ۱۰۔ تنظیم المشائخ۔ ۱۱۔ سپاہ صحابہؓ۔ ۱۲۔ مجلس احرار اسلام۔ ۱۳۔ اشاعت التوحید والسنۃ۔ ۱۴۔ تنظیم اسلامی۔ ۱۵۔ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت پاکستان۔ ۱۶۔ جماعت اسلامی۔ ۱۷۔ انجمن خدام الدین نے آنجناب سے یہ مطالبہ کیا:۔

۷۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن۔ حضرت مولانا سمیع الحق۔ جناب پروفیسر ساجد میر۔ مولانا عبدالستار خان نیازی (بصورت تحریری سفارش) جناب قاضی حسین احمد۔ جناب لیاقت بلوچ۔ جناب مولانا حافظ حسین احمد و دیگر قومی راہنماؤں نے آنجناب یا صدر مملکت سے بالمشافہ یہ مطالبہ کیا اور مولانا محمد خان شیرانی نے قومی اسمبلی کو تحریک التوا بھجوائی۔

اس کے باوجود بھی آنجناب اسے درخور اعتناء نہیں سمجھتے تو اب صرف دو شخصیات ہی باقی ہیں ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ مگر ان کا آنا بوجہ ختم نبوت کے ممکن نہیں۔ دوسرے حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ وہ اپنے وقت مقررہ پر ہر کسی کے پاس تشریف لاتے ہیں پہلے ان کو بلوا لینا ہمارے لئے ممکن نہیں۔ اب فرمائیں کہ کونسا راستہ اختیار کیا جائے؟

دینی و قومی جرائد۔ روزنامہ جنگ۔ خدام الدین۔ ختم نبوت۔ لولاک۔ مناقب۔ الخیر۔ الشریعہ۔ ترجمان اہل حدیث نے اس پر اداریئے تحریر کئے جو جناب کی انفارمیشن و ضروری کارروائی کے لئے بھجوائے گئے۔ روزنامہ جنگ۔ کراچی۔ کوئٹہ۔ لاہور۔ راولپنڈی میں ۲ فروری کو اشتہار شائع ہوا۔ اس کے باوجود بھی آنجناب توجہ نہیں فرماتے تو اللہ رب العزت آنجناب سے رحم کا معاملہ فرمائیں۔

عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ آنجناب کا یہ معاملہ اور ادھر دوسری طرف

۱۔ آئے دن کی صورت حال یہ ہے کہ قادیانی قانون و آئین سے یکسر بغاوت کر کے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔

۲۔ ۲۸۴ قادیانی اعلیٰ عہدوں پر فوج میں براجمان ہیں اور ایک قادیانی نغیر کو آپ نے ترقی دے کر فوج میں اعلیٰ عہدہ سے نوازا ہے۔

۳۔ آنجناب نے حالیہ دورہ غیر ملکی کے دوران لندن میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی مزاج پرسی کر کے اسلامیان پاکستان کے جذبات کا خون ناحق کیا ہے۔

اے کاش! آنجناب نے وہاں جبہ فرسائی سے قبل سوچا ہوتا کہ اس عبدالسلام کم بخت نے پاکستان کے قانون میں قادیانیوں کے متعلق ترمیم پر پاکستان کی مقدس سرزمین کو لعنتی کہہ کر یہاں سے خود ساختہ جلاوطنی اختیار کر لی تھی۔ آنجناب کا ایک باغی ملک و اسلام دشمن سے ملنا ممکن ہے کہ آپ کے ضمیر پر بوجھ نہ ہو مگر مسلمانوں کے لئے سخت کرب و اضطراب کا باعث ہے۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

جب مرزا کو انگریزی نبوۃ ملی

طاہر رزاق لاہور

ایک کشادہ اور خوبصورت کمرہ جس کی آرائش و زیبائش قابل دید ہے۔ کمرے میں نقش و نگار سے مزین ایک میز پڑا ہے۔ میز کے ارد گرد حلقہ بنائے کچھ آدمی بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں جیسے کسی نہایت اہم چیز کی تلاش ہو یا کسی الجھے ہوئے مسئلے کا حل مطلوب ہو۔ سوچنے والوں میں سے کسی کے ماتھے پر سوچ کی سلوٹیں ہیں۔ کوئی کرسی سے ٹیک لگائے پوری آنکھیں کھول کر خلا میں گھور رہا ہے اور کوئی سگار منہ میں رکھے سوچوں کی وادیوں میں سرگرداں ہے۔ کمرے میں مکمل خاموشی ہے اور کبھی کبھی کسی کے کھانسنے یا بولنے سے یہ سکوت ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ لوگ کون ہیں؟ یہ انگریزی حکومت کے ہندوستان میں اعلیٰ عہدوں پر فائز سرکردہ لوگ ہیں۔ یہ مسلمانوں کی تاریخ اور ان کی نفسیات پر سوچ رہے ہیں۔ یہ ہندوستان کے سیاسی اور مذہبی حالات پر غور کر رہے ہیں۔ یہ ہندوستان میں اٹھنے والی مختلف دینی اور سیاسی تحریکوں کا جائزہ لے رہے ہیں وہ ان سوچوں میں گم ہیں کہ ہمیں ہندوستان کو غلام بنائے ایک لمبا عرصہ بیت گیا لیکن ہندوستان کے باہمت مسلمانوں نے ہماری غلامی کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ ہم ان کے دلوں سے مذہب کی محبت کی حدت و حرارت نہیں نکال سکے۔ ان کی مساجد آباد ہیں۔ دینی مدارس سے ہمارے خلاف جری جوانوں کی فوج تیار ہو کر نکل رہی ہے۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے اپنے سینوں میں قرآن لئے پھرتے ہیں۔ ان کے علماء ہمارے عیسائی مبلغین کے پاؤں نہیں جمنے دیتے۔ لاکھوں عیسائی مبلغین کی ڈاریں پورے ہندوستان میں بکھیرنے کے باوجود ہم ناکام و نامراد رہے۔ ہم ان کے دلوں سے ان کے نبی کی محبت نہیں نکال سکے۔ قرآن کے لاکھوں نسخے جلوانے کے باوجود ان کے گھروں سے قرآن پڑھنے کی صدائیں اٹھتی ہیں۔ ہم نے انہیں پابند سلاسل کر کے دیکھ لیا لیکن ان کے دلوں میں فکر حریت کے چراغ کی لو کو مدھم نہ کر سکے۔ اگرچہ سیم و زر کے بل پر ہم نے چند غداروں کو خرید تو لیا لیکن انہوں نے ان غداروں پر لعنتوں کے ڈونگرے برسائے۔

کرسی صدارت پر بیٹھا ہوا گنجے سر والا آدمی اپنی مونچھوں کو مروڑتا ہوا بولا کہ میں نے وہ راز پا لیا ہے جس سے مسلمانوں کو دائمی غلام بنایا جا سکتا ہے۔ وہ بولا کہ جہاد ہی وہ جذبہ ہے جو مسلمانوں میں جرأت، ہمت اور شجاعت پیدا کرتا ہے اور ان کے ہاتھ ہمارے گریبانوں تک پہنچاتا ہے۔ جب بھی کوئی مرد قلندر نعرہ جہاد بلند کرتا ہے تو فاقہ مست مسلمان اس کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں اور دیوانہ وار اپنے دین پر نثار ہو جاتے ہیں۔ ایک مسلمان جب ہم سے برسر پیکار ہوتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے موت نہیں بلکہ نعمتوں سے لدی جنت اور دل میں اللہ اور اپنے رسول ﷺ سے ملاقات کی تڑپ ہوتی ہے۔ ایسی قوم کو غلام بنانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کے دلوں سے جذبہ جہاد نوچ لیا جائے لیکن اس کے لئے ہمیں ایک جھوٹے نبی کی ضرورت ہوگی۔ جو اعلان کرے گا کہ خدا نے مجھے اس دھرتی پر نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ اعلان کرے گا کہ اب اللہ تعالیٰ نے جہاد کو حرام قرار دے دیا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرنے سے سادہ لوح مسلمانوں کی محبتوں اور عقیدتوں کا رخ اپنے نبی سے ہٹ کر اس جھوٹے نبی کی جانب ہو جائے گا اور اس طرح وہ شخص اپنی اچھی خاصی جماعت بنا لے گا اور پھر وہ اور اس کی جماعت جہاد کے حرام ہونے کی تبلیغ و تشہیر کرے گی۔

جھوٹے نبی کی تلاش

وائسرائے ہند کے کہنے پر جھوٹے نبی کی تلاش شروع ہو گئی۔ تلاش کرنے والے ماہرین کو تاکید کی گئی کہ سب سے زیادہ کوشش اس نکتہ پر کی جائے کہ مطلوبہ شخص پنجاب سے مل جائے کیونکہ پنجاب کے لوگ بڑے مجاہد، دلیر اور دلاور ہوتے ہیں۔ زیادہ تر دینی و سیاسی تحریکیں پنجاب ہی سے اٹھتی ہیں۔ جھوٹے نبی کی تلاش کرنے والی ٹیم اپنے مشن پر روانہ ہو جاتی ہے۔ کچھ دنوں بعد ٹیم کا ایک شخص اپنے ساتھ درمیانے قد کے ایک آدمی کو لاتا ہے۔ جس کا منہ میلا کچیلا، آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور ادھ کھلی، موٹے موٹے ہونٹ، جبین پر سیاہی پھیلی ہوئی، سر اور ڈاڑھی کے بال الجھے ہوئے اور کنگھی سے نا آشنا۔ بڑے بڑے اور گہرے کان جیسے چھوٹے چھوٹے پیالے ہوں۔ دانتوں سے جھانکتی ہوئی پیلاہٹ، کپڑوں پر میل کی تہیں، خاک میں اٹے ہوئے جوتے اور غیر متوازن جسم۔ یہ شخص چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا اور جھومتا ہوا کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ جھوٹے نبی کا انتخاب کرنے والی ٹیم کے تمام ممبران کمرے میں بیٹھے ہیں۔ وہ حیرت زدہ ہو کر آنے والے آدمی سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے ساتھ یہ شخص کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ جناب یہ آپ کی نبوت کا امیدوار ہے۔ وہ غصے سے کہتے ہیں تمہیں اس کے سوا کوئی اور نہ ملا۔ یہ انسان ہے کہ بھوت؟ اس کی شکل دیکھ کر تو ہمیں متلی آرہی ہے۔ لوگ اس کو کیسے نبی مان لیں گے۔ آنے والا شخص جواب دیتا ہے کہ جناب ہم نے سارا ہندوستان چھان مارا۔ بڑے بڑے غداروں اور دولت و اقتدار کے حریصوں کو اس کام کے لئے تیار کرانے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہر ایک نے نفی میں جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ جناب نبوت کا دعویٰ تو بڑی دور کی بات ہے ہمیں تو یہ سوچ کر ہی کپکپی سی آتی ہے اور خوف سے جسم میں سرد لہر دوڑ جاتی ہے۔ جناب

ہم نے یہ تجربہ کیا ہے مسلمان کتنا ہی گناہ گار ہو وہ اپنے نبی سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور اپنے نبی کی عزت وناموس پہ جان قربان کرنا اپنے لئے سعادت عظمیٰ سمجھتا ہے۔ جناب ایسی ایک بختوں کا مارا نصیبوں کا ہارا ملا ہے جس کی مہار شیطان نے تھام رکھی ہے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا ہے۔ آگے جناب کی مرضی، لیکن یہ بات یاد رہے کہ دیکھنے میں تو یہ پھٹا پرانا اور فرسودہ و بدشکل معلوم ہوتا ہے لیکن ہے بڑے کام کی چیز اور جھوٹی نبوت کے لئے جن اوصاف رذیلہ کی ضرورت ہوتی ہے اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ انٹرویو تو لے کر دیکھیں۔ چند منٹوں میں صورت حال نکھر کر آپ کے سامنے آجائے گی۔

۔ انٹرویو ۔

بورڈ۔ تمہارا نام۔ ولدیت۔ پتہ؟

مرزا قادیانی۔ میرا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ میرے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور میرا گھر مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے چھوٹے سے گاؤں قادیان میں ہے۔

بورڈ۔ تمہاری تعلیم؟

مرزا قادیانی۔ میں ٹوٹی پھوٹی اردو، ٹوٹی پھوٹی انگریزی اور بہت ہی ٹوٹی پھوٹی عربی جانتا ہوں۔

بورڈ۔ آجکل کیا کام کرتے ہو؟

مرزا قادیانی۔ آجکل میں سیالکوٹ کی کچہری میں منشی ہوں۔

بورڈ۔ نبی تو علم کا سمندر ہوتا ہے اور تمہاری تعلیم تو بہت ہی کم ہے مگر ہمیں اپنی نبوت چلانے کے لئے بہت سا لٹریچر اور بہت ساری کتابیں چاہئیں۔ تو پھر یہ لٹریچر اور کتابیں کون لکھے گا؟

مرزا قادیانی۔ جناب آپ فکر نہ کریں میرا ایک دوست حکیم نورالدین ہے۔ وہ پڑھا لکھا آدمی ہے اور پہلے ہی اسلام کے بہت سے بنیادی عقائد کا باغی ہے۔ وہ ہر ہر قدم پر میرے ساتھ ہوگا اور کچھ علماء سو اس کے دوست ہیں وہ بھی آجائیں گے۔ باقی تحریف قرآن وحدیث کے لئے عیسائیوں اور یہودیوں کی ٹیم آپ مجھے دیدیں۔ وہ سب مل کر کتابیں اور لٹریچر تیار کریں گے اور کتابوں پہ نام میرا چلے گا اور اس طرح پورے ہندوستان میں میرے علم کا ڈنکا بجے گا اور میں اپنا نام "سلطان القلم" رکھ لوں گا (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ نبی تو بڑے حسین وجمیل ہوتے ہیں اور تم تو بڑے ہی کریہہ الصورت ہو۔ تمہارے نقوش انتہائی بھدے ہیں۔ اور رنگ کالا ہے۔ لہٰذا اس رنگ اور شکل کے ساتھ تمہارا نبی بننا بہت مشکل ہے۔

مرزا قادیانی۔ سر جی! دراصل میں بچپن میں دوپہر کو چلچلاتی دھوپ میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا اور گاؤں میں آوارہ گردی کرتا تھا۔ جس سے میرا رنگ کالا ہوگیا۔ آپ کے ولایت میں رنگ گورا کرنے والی اعلیٰ سے اعلیٰ کریمیں بنتی ہیں آپ وہ کریمیں مجھے منگوا کر دیں، میں وہ کریمیں اپنے بوتھے پہ خوب رگڑوں گا اور جتنا بھی ممکن ہوسکا اپنا رنگ صاف کر دوں گا اور جہاں تک میرے بھدے نقوش کی بات ہے اگر آپ کا دل مانے تو پھر آپ میری پلاسٹک سرجری کروا لیں ویسے میں آپ کو ایک بات بتاؤں جھوٹے نبی ہوتے ایسی ہی شکلوں کے ہیں۔ امت مسلمہ میں سب سے پہلے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا اسود عنسی تھا۔ وہ انتہائی کالا اور بدشکل تھا جس کی وجہ سے اسے اسود (کالا) کہا جاتا تھا اور عنسی اس کے قبیلے کا نام تھا۔ آپ مسیلمہ کذاب کو دیکھئے اس کا قد انتہائی ٹھگنا اور چہرے پر لعنتیں ملامتیں رقص کرتی تھیں۔ سر جی! جو بھی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کا منہ سیاہی چوس کی طرح لعنت چوس ہو جاتا ہے اور اللہ، اس کے فرشتوں، انسانوں، جنوں اور مجرد شجر کی طرف سے اس پر لعنتیں پڑتی ہیں اور اس کا منہ لعنت ہاؤس بن جاتا ہے۔ آپ ابھی سے گھبرا رہے ہیں۔ ابھی تو جب میں دعویٰ نبوت کروں گا پھر دیکھنا میرا منہ کس طرح "فٹے منہ" بنتا ہے۔

بورڈ۔ تم سے بدبو بہت آرہی ہے تم نہاتے نہیں ہو؟

مرزا قادیانی۔ سر جی! دراصل میں افیون کھاتا ہوں اور آپ کو تو پتہ ہے کہ جو افیون کھاتا ہے وہ پانی سے بڑا ڈرتا ہے۔

بورڈ۔ ہم نے تم کو اب غور سے دیکھا ہے تو پتہ چلا ہے کہ تم تو کانے بھی ہو۔ تمہاری ایک آنکھ چھوٹی ہے اور ایک بڑی ہے اور ویسے بھی تمہاری دونوں ادھ کھلی آنکھیں ہر وقت خوابیدہ سی رہتی ہیں ان مست الست آنکھوں کا کیا کیا جائے۔

مرزا قادیانی۔ سر جی! آپ بے فکر رہیں میں کہوں گا کہ میری آنکھوں کی یہ حالت کثرت عبادت کی وجہ سے ہے۔ لوگ سمجھیں گے کہ شب بیداری کی وجہ سے آنکھوں کی یہ حالت ہوگئی ہے اور وہ مجھے کوئی بہت ہی پہنچی ہوئی ہستی سمجھیں گے۔ (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ جب تم زیادہ مقدار میں افیون کھا لیتے ہو تو گھٹنوں میں سر دے کر اونگھتے رہتے ہو۔

مرزا قادیانی۔ سر جی! گھبرانے کی کوئی بات نہیں لوگ سمجھیں گے کہ حضرت صاحب مراقبے میں بیٹھے ہیں (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ نبوت کی ذمہ داری بہت بھاری ذمہ داری ہوتی ہے۔ نبی کو انتہائی محنت ومشقت کرنا پڑتی ہے۔ لمبے لمبے سفر کرنا پڑتے ہیں۔ دشمنوں سے برسرپیکار ہونا پڑتا ہے۔ فصاحت وبلاغت پر مبنی تقاریر کرنا پڑتی ہیں۔ لوگوں کی تربیت کرنا پڑتی ہے۔ لیکن تمہاری صحت تو بالکل کمزور ہے اور رنگ زرد ہے۔ چلتے ہو تو ٹانگیں کانپتی ہیں اور سر جھومتا ہے اس کا کیا تدارک ہے؟

مرزا قادیانی۔ میں ایک غریب الوطن ہوں پردیس میں نوکری کرتا ہوں۔ کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار میری تنخواہ ہے۔ گھر بھی پیسے بھیجنے پڑتے ہیں۔ یہاں بھی خرچ ہوتا ہے۔ غربت کی چکی میں پس پس کر میری یہ حالت ہوگئی ہے۔ بڑی مشکل سے دو وقت کی دال روٹی چلتی ہے اور وہ بھی اگر دس پندرہ روپے رشوت نہ لوں تو فاقوں سے مر جاؤں۔ جناب جب آپ مجھے اپنا نبی بنالیں گے تو پھر میں بکرے، مرغے، مرغابی، تیتر، بٹیر، قورمہ، زردہ، پلاؤ، اور انواع واقسام کے پھل کھاؤں گا۔ اور اوپر سے ای پلومر کی شراب کی بوتل چڑھاؤں گا تو پھر میری صحت قابل رشک ہو جائے گی۔ (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ تمہاری زبان میں لکنت ہے اس سے تو ہمیں بہت نقصان پہنچے گا جب تم تقریر کرو گے تو لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے۔

مرزا قادیانی۔ سر جی! آپ بالکل بے فکر رہیں۔ میں لکنت کو اس انداز سے استعمال کروں گا کہ لوگ سمجھیں گے کہ

صدائے بخاریؒ

فرمایا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے! تماشہ

”ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا جی نہیں، چوری کا حوصلہ کرے گا میں اس کے گریبان کی دھجیاں اڑا دوں گا اور جو اس مقدس امانت کی طرف انگلی اٹھائے گا میں اس کا ہاتھ قطع کر دوں گا میں میاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کسی کا نہیں نہ اپنا نہ پرایا میں انہی کا ہوں وہی میرے ہیں جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کر آراستہ کیا ہو میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں“

فکر دین کی وجہ سے میری آنکھ کمزور ہوئی ہے اور مجھ پر رقت طاری ہے۔ (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ تم کانے ہو ہمارا خیال ہے کہ ہم تمہاری آنکھ کا آپریشن کرا کے تمہاری آنکھ ٹھیک کرا دیں۔

مرزا قادیانی۔ جناب میں پیدائشی کانا ہوں۔ میں قدرتی کانا ہوں۔ اس لئے آپریشن سے میری آنکھیں ٹھیک نہیں ہو سکتیں ویسے آپ کی محبت کا بہت بہت شکریہ!

بورڈ۔ تم مسلمانوں کو اپنے گرد کس طرح اکٹھا کرو گے؟

مرزا قادیانی۔ میں عیسائیوں اور ہندوؤں سے مناظرہ کروں گا۔ ان کے خلاف تقریریں کروں گا اور ان کے خلاف لٹریچر شائع کروں گا۔ جس سے مسلمان مجھے ملت اسلامیہ کا مجاہد اور ہمدرد و غمگسار سمجھیں گے۔ اس طرح میں ان کا لیڈر بن جاؤں گا اور بہت سے لوگ میرے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ کیسا ہے، جناب؟ (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ ہم نے نوٹ کیا ہے کہ تم گالیاں بہت بکتے ہو۔

مرزا قادیانی۔ سر جی! یہی تو میرے پاس حریف کو بھگانے کا ہتھیار ہے ورنہ میرے پاس رکھا ہی کیا ہے۔

بورڈ۔ نبوت کا ڈرامہ چلانے کے لئے بندے کو بہت جھوٹا، مکار، عیار، ڈھیٹ، بے شرم، دجال، کذاب وغیرہ ہونا بہت ضروری ہے۔ کیا تم میں یہ ”خوبیاں“ پائی جاتی ہیں۔ اور کیا اس کا تمہیں کوئی عملی تجربہ بھی ہے؟

مرزا قادیانی۔ سر جی! جتنی عمر ہے اتنا ہی تجربہ ہے۔ یہ ساری ”خوبیاں“ جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ میری گھٹی میں پڑی ہوئی ہیں اور میں ان تمام ”خوبیوں“ کا مظہر کامل ہوں۔ میں بچپن میں گھر سے چیزیں چرایا کرتا تھا ساتھیوں سے چیزیں چھین کے کھا جاتا تھا۔ گھر سے پیسے غائب کر لیتا تھا۔ ابا کی پنشن لے کر بھاگ جاتا تھا تھیٹر میں جا کر فلمیں دیکھتا تھا۔ پھر کچہری میں ملازم ہو گیا۔ یہاں سے رشوتیں وصول کرنے، جھوٹی تسلیاں دینے اور ادھر کا مال ادھر کرنے کے فنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ اب میں خود کو آپ کا نبی ہونے کے لئے سو فیصد فٹ سمجھتا ہوں۔

بورڈ۔ تم اپنے مذہب اور نبوت کی داغ بیل کس طرح ڈالو گے۔

مرزا قادیانی۔ میں نبی بن جاؤں گا۔ بیگم کو ام المومنین بنا لوں گا۔ بیوی بچوں کو اہل بیت بنا لوں گا۔ اپنے ساتھیوں کو صحابہ کہوں گا۔ اپنے شہر قادیان کو مکہ و مدینہ کہوں گا۔ جنت البقیع کے مقابلہ میں قادیان میں بہشتی مقبرہ بناؤں گا۔ من گھڑت باتوں کو وحی کہوں گا۔ اپنی گفتگو کو حدیث کہوں گا۔ اپنے فرضی فرشتوں کی فہرست بناؤں گا اور آپ کو اولی الامر قرار دے دوں گا اور آپ کی اطاعت، اللہ اور رسول کی اطاعت قرار دے دوں گا۔ جہاد کو حرام قرار دے دوں گا۔ غرضیکہ اسلام کے مقابل اپنا اسلام کھڑا کر دوں گا۔ کیسا ہے میری سرکار؟ (ہی ہی ہی ہی)

بورڈ۔ مسٹر مرزا قادیانی ہم نے ہر پہلو سے اور ہر طرح سے تمہارا انٹرویو کیا ہے۔ جس میں تم نے ثابت کیا ہے کہ تم واقعی ایک عیار، مکار، دغاباز، فتنہ باز، دجال، کذاب، ضمیر فروش، ایمان فروش اور ملت فروش شخصیت ہو۔ تمہیں مبارک ہو کہ ہم نے تمہیں اپنی ”نبوت“ کیلئے منتخب کر لیا ہے۔ ہم ابھی نائی کو بلاتے ہیں وہ تمہارے اوارہ بالوں کی حجامت کرے گا۔ تمہاری داڑھی کی تراش خراش کرے گا۔ تمہاری بے مہار مونچھیں جو تمہارے دانتوں کو چوم رہی ہیں ان کو چھوٹا اور سیٹ کرے گا۔ جنگلی جانوروں کی طرح تمہارے بڑھے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخنوں کو کاٹے گا پھر تمہیں انگلش صابن دیں گے اور تم اپنے جسم پر پھیلے دو برس سے جمی ہوئی میل کی تہوں کو دور کرو گے۔ پھر ہمارا میک اپ کا ماہر آدمی تمہارے تن سے یہ چیتھڑے اتار کر خوبصورت شلوار قمیض پہنائے گا اور شلوار قمیض کے اوپر واسکٹ پہنائے گا پھر تمہارے بدن سے اٹھنے والی بدبو کو مارنے کے لئے تم پر خوشبو چھڑکے گا۔ تمہاری اجڑی ہوئی آنکھوں میں دم دار سرمہ لگا کر انہیں چمکائے گا۔ تمہارے پھٹے پرانے جوتے

باقی صفحہ ۵ پر

ARFI JEWELLERS
عارف جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
CENTRE
BLOCK-G-HAIDERY
PAKISTAN

چلتے چلتے

پیشکش
حافظ محمد حنیف ندیم

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
جس دل میں ہے نجاست بیت الخلا وہی ہے

خدا کی زمین پر بدترین مخلوق بھی اور بیت الخلا بھی

آنجہانی مرزا قادیانی جہنم مکانی

گذشتہ سے پیوستہ

اپنے مذکورہ شعر کی نظر میں

ہمارا سوال

مرزائی مذکور نے اپنے خط میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر الزام لگایا کہ انہوں نے علماء کے متعلق سخت زبان استعمال کی اور پھر اپنے مرزا کی صفائی یوں پیش کی کہ چونکہ مرزا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ظل اور بروز ہے اس لئے مرزا نے اگر علماء کے متعلق سخت زبان استعمال کی ہے تو انہوں نے حضور کے ہی الفاظ کی تفسیر و تشریح کی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جناب نے علماء حق سے سخت ادیم الفاظ کا تو جواز ڈھونڈھ لیا یہ جو پوری دنیا اور مسلمانوں کو گالیاں دیں اور ان کے خلاف بدزبانی کی کیا یہ الفاظ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمائے تھے؟ اور ان گندے و غلیظ ترین الفاظ استعمال کرنے کا فریضہ بھی بطور ظل اور بروز کے مرزا قادیانی کو سونپا تھا؟ انتہائی صد افسوس ہے آپ کی عقل پر کہ ایک غلط کار، غلیظ ترین اور جھوٹے دعویدار نبوت کو سچا ثابت کرنے کے لئے حقائق کو مسخ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں لیکن سچائی کو قبول کرنے پر تیار نہیں۔ آیئے! اب ذرا اس مسئلہ پر بھی غور کر لیں کہ علماء حق کون ہوتے ہیں اور علماء سوء کون؟

علماء حق

علماء حق وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:-

انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء۔

یعنی اللہ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والے علماء ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

العلماء ورثۃ الانبیاء۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

جس قادیانی کے مضمون کا ہم نے قبل ازیں تذکرہ کیا اس نے یہ حدیث شریف بھی لکھی ہے فرمایا نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے:-

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام جہاں توحید و رسالت کی تلقین و تبلیغ فرماتے وہاں وہ سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:-

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی۔

وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔

(بخاری صفحہ ۴۹۱ جلد ۱۔ مسلم کتاب الایمان)

ترجمہ:- بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی جب ایک نبی فوت ہوتا اسکا جانشین نبی ہی ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا پس بکثرت ہوں گے۔

ان احادیث کریمہ سے دو باتیں واضح ہوئیں۔

(۱) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپؐ کے بعد باب نبوت بند ہے۔ جو فریضہ انبیاء کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انجام دیتے تھے اب وہ علماء کرام انجام دیں گے حدیث نبویؐ کے مطابق انبیاء کرام وراثت میں جائیداد اور مال چھوڑ کر نہیں گئے۔ (جیسے مرزا قادیانی نبوت کا دعویدار بھی تھا اور جائیداد کثیر چھوڑ کر گیا) بلکہ ان کی جائیداد علم ہے اور اس علم کے وارث علماء کرام ہیں اگر حضور کے بعد باب نبوت کھلا ہوتا تو کم از کم ایک ہی آیت یا حدیث میں ایسا اشارہ ضرور موجود ہوتا کہ اب نبوت کا دروازہ کھلا ہے قادیانی جو آیتیں اور حدیثیں اجراء نبوت کے بارے میں پیش کرتے ہیں ان میں وہ سراسر معنوی تحریف کرتے ہیں۔

(۲) ہمارے بعض علماء اور جماعتیں سیاست میں حصہ لیتی ہیں قادیانی اس کے مخالف ہیں اور چاہتے ہیں کہ علماء سیاست میں حصہ نہ لیں اس کی وجہ ظاہر ہے ۱۹۵۳ء میں جب قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی تو

علماء کافی تعداد میں قومی اسمبلی میں موجود تھے وہاں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور دوسرے علماء کرام نے قادیانی پیشوا آنجہانی مرزا ناصر کے ایسے چھکے چھڑائے کہ قادیانی اب تک ندامت کے آنسو بہا رہے ہیں۔

اس لیے وہ اپنے مضامین میں ان علماء کا بہت زیادہ مذاق اڑاتے ہیں جو دین کے ساتھ سیاسی میدان میں بھی کام کر رہے ہیں۔ علماء کا سیاست میں حصہ لینا کفر نہیں جب وہ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں اور انبیاء بنی اسرائیل سیاست میں حصہ لیتے تھے۔ حتی کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سیاست میں حصہ لیا تو یہ کوئی معیوب بات نہیں۔

ہم نے یہ مسئلہ اس لیے ذکر کیا کہ ہفت روزہ مہارت لاہور نے ایک مبتنیہ مرزائی کا مضمون شائع کیا ہے جس میں اس نے علماء کے سیاست میں حصہ لینے پر اعتراض بھی کیا اور مذاق بھی اڑایا ہے۔

علماء حق کی پہچان

علماء حق کی پہچان یہ ہے کہ ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق بیان کرنے سے نہیں چوکتے وہ اس حدیث نبوی پر عمل کرتے ہیں۔

افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر۔

"کہ افضل جہاد جابر و ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا ہے۔"

کسی شاعر نے ایسے ہی علماء حق کی عظمت و مقام بیان کرتے ہوئے خوب کہا ہے ؎

وہ توپوں کے دہانوں پر بھی سچی بات کہتے ہیں
کبھی بھولے سے بھی انجام کو سوچا نہیں کرتے

چنانچہ جب انگریز برصغیر پر قابض ہوا تو اس وقت نہ صرف کلمۂ حق بلند کرنے والے بلکہ انگریز حکومت کے خلاف عملی جہاد کرنے والے علماء حق ہی تھے اسی جرم حق گوئی اور عملی جہاد کی وجہ سے ہزاروں علماء شہید ہوئے اور ہزاروں کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ علماء حق کی داستان اگر لکھی جائے تو اس کے لیے ایک دفتر درکار ہوگا (علماء حق کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے شائقین حضرت مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "علماء ہند کا شاندار ماضی" کا مطالعہ کریں۔)

علماء سوء

علماء سوء وہ ہیں جو اپنے عالم ہونے کا خوب چرچا کرتے ہیں اور ساتھ ہی ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہنے کے بجائے ان کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں انہیں قرآنی آیت اولی الامر کا مصداق ٹھہراتے ہیں آئیے! مرزا غلام قادیانی کے کردار کو دیکھیں۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ قرآن اٹھ چکا تھا وہ آسمان سے اتار کر لایا یعنی اس نے علم کے بل بوتے پر قرآن کے وہ معانی بیان کیے جو آج تک کسی نے بیان نہیں کیے تھے جس کا دعویٰ تھا کہ وہ سب سے بڑا عالم ہے مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانیوں کا دوسرا پیشوا آنجہانی جہنم مکانی مرزا محمود کہتا ہے:۔

"قرآن کریم جبریل نے نازل کیا ہے اور حضرت (مرزا قادیانی) کی کتب بھی جبرائیل کی تائید سے لکھی گئی ہیں جو شخص خاص ترکیب سے ان کو پڑھے گا وہ ان سے بڑے بڑے علوم پالے گا (یعنی وہ خود بھی بڑا عالم بن جائے گا)

(تقریر مرزا محمود اخبار الفضل قادیان ج ۸ شمارہ ۵۲ ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

"حضرت مسیح موعود..... (مرزا قادیانی) کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کا وہ علم دیا وہ اور کسی کو حاصل نہ تھا حالانکہ اور لوگ ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑھ چڑھ کر تھے نیز حضور (مرزا محمود) نے یہ بھی فرمایا مجھے بھی خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایسے معارف سمجھائے ہیں کہ خواہ کوئی ظاہری علوم میں کتنا بڑھا ہوا ہو اگر قرآن کریم کے حقائق بیان کرنے میں مقابلہ کرے گا تو ناکام رہے گا۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۵۸-۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

ایسے بہت سے حوالے پیش کیے جا سکتے ہیں جن میں مرزا محمود نے اپنے اور اپنے باپ مرزا قادیانی کے علم کے بارے میں ڈینگیں ماری ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا حافظہ خراب تھا۔ دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی تمیز نہیں تھی۔

مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے مرزا محمود کا علمیت کے دعوے کے ساتھ نبوت و رسالت اور خلافت کا دعویٰ بھی تھا نبی اور رسول کے متعلق ارشاد ربانی ہے:۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

کوئی رسول خدا نے ایسا نہیں بھیجا جو مطیع ہو وہ بھی غیر مسلموں اور کافروں کا۔ جبکہ اس کا خلیفہ اپنے نبی کا مطیع ہوتا ہے اسی کے نقش قدم پر چلتا ہے آئیے دیکھیں کہ یہ اپنی علمیت کی ڈینگیں مارنے والے کس کردار کے حامل تھے آیا انہوں نے علماء حق کا کردار ادا کیا یا علماء سوء کا۔ نیز قادیانی جماعت میں شامل جو "علماء" تھے ان کا کردار کیا تھا مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

"غرض یہ ایک ایسی جماعت (قادیانی جماعت) ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب اور خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لیے ذیل میں لکھ دوں۔

(تبلیغ رسالت ص۱۳ ج ہفتم۔ درخواست مرزا قادیانی لیفٹیننٹ گورنر کے نام)

مرزا قادیانی ظالم فرنگی کی حمایت میں اس قدر آگے نکل گیا کہ اس کی اطاعت کو اپنا مذہب قرار دے ڈالا لکھتا ہے۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں پناہ دی سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے...... سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔"

(رسالہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۱۰)

مرزا قادیانی نے ظالم فرنگی اور مسلمانوں کو اس کے خلاف

بہادرے روکنے کے لئے جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیا اور اسے بیہودہ رسم کہا مرزا لکھتا ہے :۔

"یہ وہ فرقہ ہے (حالانکہ فرقہ نہیں الگ مذہب ہے) جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے یہ وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے۔ چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی کتابیں عربی فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں"۔

(ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۹۰۲ء جلد نمبر ۱ نمبر ۱۲ اقتباس معروضہ جو مرزا قادیانی نے حکومت کو پیش کیا)

"بڑے میاں کے "فرمودات" سنے اب چھوٹے میاں یعنی مرزا محمود بھی سنیے وہ لکھتا ہے :۔

"گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے مقاصد پورا کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے"۔

(برکات خلافت صفحہ ۶۵)

"ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپیہ تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے"۔

(بیان مرزا محمود۔ اخبار الفضل قادیان یکم اپریل ۱۹۳۰ء جلد نمبر ۱۷ نمبر ۷۶)

خلاصہ کلام یہ کہ دعویٰ علمیت اور حق وصداقت کا، دعویٰ نبوت و خلافت کا اور چاپلوسی کفر و باطل اور ظالم حکمرانوں کی اور پھر قادیانی مضمون نگار اور خط نگار کے مطابق علماءھم شرمن تحت ادیم السماء کا مصداق علماء ہیں جنہوں نے کفر و باطل کے ساتھ ٹکر لی اور آج بھی ان کے جانشین علماء ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کا پرچم بلند کیے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس روایت کا مصداق مرزا قادیانی، اس کا بیٹا مرزا محمود، قادیانی علماء اور پوری قادیانی جماعت ہے۔

مضمون نگار اور خط نگار قادیانی نے مذکورہ روایت میں لفظ "شر" کا ترجمہ "بدترین مخلوق" کیا ہے ہم ان کا یہ معنی تسلیم کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں کہ یہ معنی بھی مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے مرزا محمود پر ہی صادق آتا ہے۔

مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے :۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین)

اس شعر میں مرزا قادیانی نے اپنے بدترین مخلوق ہونے کا اعتراف کیا ہے ہمارا دعویٰ بلکہ چیلنج ہے کہ کوئی قادیانی اپنے بیوی بچوں اور بچیوں کے سامنے اس شعر کا مفہوم بیان نہیں کر سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی جو سب سے بڑا عالم ہونے کا دعویدار تھا اور ساتھ ہی نبوت و رسالت کا بھی مدعی تھا وہی اس شعر کی رو سے مذکورہ بالا روایت کا مصداق ہے یعنی بدترین مخلوق ہے۔

اب مرزا محمود کے بارے میں سنیے وہ اپنے بارے میں خود کہتا ہے :۔

کیا کہوں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

مرزا محمود کی وہ کمزوریاں کیا تھیں جنہیں دیکھ کر سارا جہاں اس سے بے زار ہو جائے۔ اس کی اگر تفصیل دیکھنی ہو تو "تاریخ محمودیت"، "کمالات محمودیہ" اور "ربوہ کا مذہبی آمر" نامی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے لیکن اس کی تھوڑی سی جھلک اس خط کے اقتباس میں ملاحظہ فرمائیے جو مرزا محمود نے خود پڑھ کر سنایا جو کسی لاہوری مرزائی نے لکھا ہے لیکن مرزا محمود نے اس کی تردید نہیں کی تردید کرنے کی جرأت کیسے کرتا اس کے کردار کے بارے میں مباہلے کے چیلنج ہوئے لیکن وہ میدان میں نہ آیا وہ خط یہ ہے :۔

"ایک خط جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے (نام نہیں بتایا) کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے اس پر یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں اگر انہوں نے کبھی زنا کر لیا تو اس میں کیا حرج ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے"۔

(الفضل قادیان صفحہ ۶۔ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء)

زانی ہو یا زانیہ قرآن مجید نے انہیں الخبیثت للخبیثین کہا ہے مذکورہ خط کی روشنی میں ہم دونوں باپ اور بیٹے کے متعلق یہ الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ بتائیے کہ اس سے زیادہ بدترین مخلوق ہونے کا اور کوئی ثبوت ہو سکتا ہے؟ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت علماءھم شرمن تحت ادیم السماء کا مصداق مرزا قادیانی، اس کا بیٹا مرزا محمود بلکہ پوری قادیانی جماعت ہے۔ اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی جا سکتی ہے لیکن ہم اس موضوع کو ختم کر کے دوسرے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

خط نگار قادیانی نے لکھا ہے کہ :۔

"اگر قرآن مجید کو پڑھیں تو نہ ماننے والوں کو جہنمی، حمار، کلب، قردہ، اور خنازیر بلکہ زنیم تک کہا گیا ہے ایک قرآن کا خادم اپنے منکرین کو اگر ولد الحرام، گدھا، خبیث وغیرہ نہ کہے تو اور کیا کہے"؟

(۱) قادیانیوں کی عادت ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی صفائی دینے کے لئے خدا کے سچے پیغمبروں اور خدا کی سچی کتاب قرآن مجید پر الزامات لگانا شروع کر دیتے ہیں یہاں بھی قادیانی نے اسی دجل سے کام لیا ہے جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی منکر کا تعلق ہے اس کے جہنمی ہونے میں تو کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں اگر حضورؐ کا منکر جہنمی نہیں تو پھر دنیا میں کوئی جہنمی نہیں بلکہ سب ہی جنتی ہو گئے لیکن جہاں تک کسی کو حمار کلب قردہ اور خنازیر کہنے کا تعلق ہے تو یہ الفاظ معذبین کے متعلق استعمال ہوئے ہیں جن کے چہرے مسخ ہو گئے تھے اور خدا نے ان پر یہ عذاب نازل کیا کہ انہیں بندر اور سور وغیرہ بنا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قادیانی مذکور نے یہ جو نکتہ اٹھایا ہے افسوس ہے کہ یہ نکتہ قادیانی مناظروں اور "احمدیہ پاکٹ بک" کے مصنف کی نظروں سے اوجھل

رہا کیونکہ اس نے مرزا قادیانی کی بدزبانیوں اور گالیوں کا جواب صرف ایک لفظ زنیم سے دینے کی کوشش کی ہے۔ مذکورہ قادیانی کو اس لحاظ سے انعام ملنا چاہئے کہ اس نے قرآن پاک سے ایک نہیں بہت سی گالیاں تلاش کر ڈالیں ایسے میں اگر کوئی عیسائی قادیانی مذکور سے کہے کہ تمہاری آسمانی کتاب قرآن میں گالیاں بھری ہوئی ہیں تو اس کا جواب قادیانیوں کے پاس یہی ہوگا کہ واقعی قرآن میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ قادیانی مذکور کو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے کہ ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ ہماری جماعت عیسائیت کے خاتمے کے لئے سرگرم ہے اور دوسری طرف قرآن پاک کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اس میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔

(۲) جہاں تک لفظ زنیم کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں پہلی بات تو ہم یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی علم غیب نہیں جانتا انسان کی ہر ہر حرکات و سکنات اس کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کون حلالی ہے اور کون حرامی ہے اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو زنیم کہا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بارے میں علم ہے جبھی زنیم کہا ہے پھر اس کے ساتھ یہاں زنیم کا لغوی معنی بھی غور طلب ہے :-

لغت کی مشہور کتاب ’’لسان العرب‘‘ میں لکھا ہے

(۱) الملصق بالقوم ولیس منھم۔

تاج العروس میں لکھا ہے :-

المستلحق فی قوم ولیس منھم۔

یعنی لغت کی ان دو مشہور کتابوں کی رو سے زنیم کے معنی یہ ہوئے :-

’’وہ شخص جو کسی دوسری قوم میں شامل ہو جائے حالانکہ وہ اس قوم میں سے نہیں۔‘‘

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شاعر اور صحابی تھے آپؓ اپنے ایک شعر میں زنیم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور خود ہی اس کا معنی بھی بیان فرماتے ہیں فرمایا :-

زنیم تداعاہ الرجال زیادۃ
کما زید فی عرض الادیم الاکارع

یعنی زنیم وہ ہے جسے لوگ زائد سے تعبیر کرتے ہیں جس طرح کھال میں ٹانگیں زائد معلوم ہوتی ہیں۔ قادیانی مذکور بتائے کہ تمہارا معنی صحیح ہے یا لغات اور حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا؟

(۳) گالی ہمیشہ کمزور آدمی دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ قوی عزیز، غالب قہار جبار اور قدیر ہے فعال جب نافرمان قوموں کو ان کی نافرمانی کی سزا ان کی شکلیں تبدیل کرکے دے سکتا ہے انہیں بندر اور سؤر بنا سکتا ہے۔ انہیں زمین میں دھنسا سکتا ہے تو اسے گالی دینے کی کیا ضرورت ہے کیا خدا کو بھی تم لوگ مرزا قادیانی کی طرح سمجھتے ہو کہ جب وہ عیسائی پادریوں سے مناظرے اور مباحثوں میں لاجواب ہوتا تو گالیاں دینا شروع کر دیتا تھا کیونکہ دلائل سے تہی دامن تھا۔

(۴) کوئی شخص کسی کو ولدالزنا یا حرام زادہ یا دوسری کوئی گالی دیتا ہے جبکہ جس شخص کو گالی دی گئی ہے وہ ایسا نہیں ہے تو وہ گالی اسی پر لوٹ جاتی ہے مرزا قادیانی نے جن علماء یا مسلمانوں کو گندی اور فحش گالیاں دی ہیں ظاہر ہے کہ وہ بلاثبوت اور بلاتحقیق کے دی ہیں اس لئے وہ گالیاں خود مرزا قادیانی پر لوٹ گئیں اور حدیث کی رو سے مرزا قادیانی خود ولدالزنا اور حرام زادہ قرار پایا۔

(۵) قادیانی مذکور کے مطابق مرزا قادیانی نے علماء کو اس لئے گالیاں دی ہیں کہ وہ مرزا کے مکفر اور مکذب تھے۔ علماء اور مسلمانوں کا تو قصور ہوا لیکن کیا قادیانی مذکور یہ بتائے گا کہ مرزا قادیانی نے خدا کے پاک پیغمبر سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو گالیاں دی ہیں اور ان کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں آخر ان کا کیا قصور تھا؟ وہ تو بقول قادیانیوں اور مرزا قادیانی کے مکفر و مکذب نہیں تھے بلکہ مصدق تھے جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ جو بشارت مذکور ہے ’’ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد‘‘ اس کا مصداق مرزا قادیانی ہے۔ اس بشارت کا صلہ مرزا قادیانی نے یہ دیا کہ انہیں گندی گالیاں دیں بتایا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس جرم کی پاداش میں مرزا قادیانی کے سب و شتم کا نشانہ بنے۔

(۶) قادیانی مذکور نے مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو بندر اور سؤر کہا ہے لیکن مرزا قادیانی جس کو وہ خود نبی اور رسول وغیرہ نہ جانے کیا کیا مانتا ہے اس نے قادیانی مذکور سمیت تمام قادیانیوں کو بندر اور سؤر کہا ہے قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ۱۸ اپریل ۱۹۴۳ء مرزا قادیانی کی کتاب نزول المسیح کے حوالے سے لکھتا ہے :-

’’تب آپ نے (یعنی مخالف نے) نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے درندے بندر اور سؤر وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔‘‘

قادیانی مذکور ہی بتائے کہ تم تو یہ کہتے تھے کہ مرزا قادیانی خادم قرآن ہے اور اس نے مکفرین اور مکذبین کو گالیاں دی ہیں لیکن اس حوالے میں تو مرزا نے اپنے تمام مریدین اور معتقدین سب کو ہی درندے، بندر اور سؤر بنا ڈالا۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قادیانی مذکور کو مرزا قادیانی کی تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھا دیں اس نے تو مرزا قادیانی کی گالیوں اور بدزبانیوں کو جائز قرار دیا ہے لیکن مرزا قادیانی تعلیم خود گالیاں دینے والوں کو کیا کہتا ہے ملاحظہ کیجئے مرزا لکھتا ہے :-

(۱) غلط بیانی اور بہتان طرازی راستبازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔‘‘
(آریہ دھرم صفحہ)

اس حوالے میں مرزا قادیانی غلط بیانی بہتان طرازی کرنے والوں کو نہایت شریر اور بدذات کہا ہے اب قادیانی مذکور اپنی پیش کردہ روایت علماءھم شر من تحت ادیم السماء پر غور کرے اس میں شر کا لفظ ہے جو شریر کے معنی میں آتا ہے چونکہ مرزا قادیانی کا سب سے بڑا عالم ہونے کا دعویٰ تھا اور وہ انتہائی درجے کی گندی گالیاں بھی دیتا تھا پس یہ روایت مرزا قادیانی

باقی صفحہ ۲۴ پر

قسط نمبر۲

مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت

طاہر رزاق، لاہور

"بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیر الدین محمود نے کر ڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس شرانگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر 'شوپیاں' میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد 'قادیانی' بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے 'قادیانی' مذہب اختیار کر لیا۔ یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہو گئی۔"

(شہاب نامہ ص۳۶۱۔ ۳۶۰۔ از قدرت اللہ شہاب)

جب یہ تمام ہولناک صورت حال مسلمانوں کے سامنے آئی تو انہوں نے مرزا بشیر الدین کو کمیٹی کی صدارت سے چلتا کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس کی تفصیل جناب محمد احمد خاں سے سنیئے۔

"کشمیر کمیٹی ایک عرصے تک باقاعدگی سے کام کرتی رہی اور اس دوران میں قادیانیوں کی سرگرمیاں بھی ریاست میں زور پکڑ گئیں۔ اس دوران میں کمیٹی میں شامل ہونے والے مسلم زعماء کو اس امر کا اندازہ ہو چلا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود کمیٹی کو کشمیری مسلمانوں کے مفاد سے زیادہ اپنے جماعتی مفاد میں استعمال کر رہے ہیں۔ کمیٹی کا کوئی دستور بھی نہیں تھا اور صدر کو غیر معمولی اختیارات دیئے گئے تھے۔ اس کمی کو بھی پورا کرنا پیش نظر تھا۔ چنانچہ نئے عہدہ دار منتخب کرنے کے لیے اور کمیٹی کا باقاعدہ دستور مدون کرنے کے لیے لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں مجلس احرار کے بعض راہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ کمیٹی کا باقاعدہ ایک دستور مرتب کیا جائے تو قادیانی حضرات نے اس کی پرزور مخالفت کی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ دستور مرتب کرنے سے دراصل ان کو علیحدہ کیا جانا مقصود ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے بطور احتجاج کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور علامہ اقبالؒ کمیٹی کے نئے صدر منتخب کر لیے گئے۔" (علامہ اقبال کا سیاسی کارنامہ ص۱۸۳۔ از محمد احمد خاں)

اس پر انتہائی خوشی کی اضافہ یہ ہوا کہ علامہ اقبالؒ نے مئی ۱۹۳۳ء میں خود او وقان بہادر حاجی رحیم بخش اور سید محسن شاہ وغیرہ بارہ اشخاص نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو لکھ بھیجا کہ آئندہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہوا کرے گا۔ یہ قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دینے والی خبر تھی۔ علامہ اقبالؒ کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ قادیانی کشمیر اور کشمیر کمیٹی کے متعلق سارے راز انگریزوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی تصدیق کے لیے علامہ اختر فتح پوری فرماتے ہیں۔

میاں صاحب (مرزا بشیر الدین محمود) کے خاندان کے ایک انتہائی قریبی عزیز نے بلا واسطہ میرے پاس بیان کیا۔

"حضور (مرزا بشیر الدین محمود) تمام کارگزاری کی رپورٹ باقاعدہ طور پر انگریزی حکومت کو بھجوایا کرتے تھے۔ ایک رات پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے دو آدمی علامہ اقبالؒ کے مکان پر آئے۔ انہوں نے علی بخش سے پوچھا۔ علامہ صاحب کہاں ہیں۔ ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ علی بخش نے کہا وہ سو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں فوراً جگا دیں۔ ہمیں ان سے ایک ضروری کام ہے اور اسی وقت ہم نے واپس بھی جانا ہے۔ علامہ قریب ہی سوئے ہوئے تھے۔ ان کی آواز سن کر بیدار ہو گئے تو انہوں نے علامہ اقبالؒ کے سامنے وہ تمام ریکارڈ رکھ دیا جو میاں محمود احمد نے گورنمنٹ کو بھیجا تھا۔ نیز انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ ہم یہ فائلیں اٹھا کر یہاں آئے ہیں تو ہماری سزا موت کے سوا کچھ نہیں۔ مگر ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا ہوا ہے جو گورنمنٹ کا جاسوس ہے۔"

(قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر ص۳۰۔ ۳۱ از علامہ اختر فتح پوری)

جب مرزا بشیر الدین نے کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا تو اس کے ساتھ ہی دوسرے قادیانی حضرات بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے۔ تجوریوں کے منہ بھی بند ہو گئے۔ جو قادیانی وکلاء ریاست میں مسلمانوں کے مقدمات لڑ رہے تھے انہوں نے مقدمات کی پیروی بند کر دی۔ گویا بشیر الدین کے صدارت سے ہٹنے سے سارے قادیانی کشمیر کمیٹی سے بہت پرے ہٹ گئے۔ جب کمیٹی کے کاموں میں بہت زیادہ رکاوٹیں پڑنے

گئیں تو کمیٹی ایک تعطل کا شکار ہو گئی کیونکہ کمیٹی کے کرتا دھرتا تو قادیانی ہی تھے۔ علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے رویئے سے تنگ آ چکے تھے۔ لہٰذا علامہ اقبالؒ قادیانیوں کے رویئے سے بددل ہو کر صرف ۴۳ دن بعد کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہو گئے۔

علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی سے اپنی صدارت کے استعفیٰ میں لکھا۔

"بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ احمدی وکلاء میں سے ایک صاحب جو میرپور کے مقدمات کی پیروی کر رہے تھے حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔" (اقبال اور سیاست ملی ص ۳۰۳ از رئیس احمد جعفری)

کشمیر کمیٹی کے خاتمے کے بعد بھی عیار قادیانی اپنی عیاری اور مکاری کو ریاست میں جاری رکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ایک اور ادارہ "تحریک کشمیر" کے نام سے قائم کرنا چاہا اور پھر اس سے بھی زیادہ ڈھٹائی سے علامہ اقبالؒ سے درخواست کی کہ وہ کرسی صدارت سنبھالیں۔

"ڈاکٹر صاحب اب قادیانی تحریک کے سخت مخالف بن چکے تھے اور ان کا خیال تھا کہ تحریک کشمیر کے نام پر قادیانی حضرات اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اس آفر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔" (اقبال کا سیاسی کارنامہ ص ۱۸۵ از محمد احمد خان)

حد بندی کمیشن اور قادیانیوں کا گھناؤنا کردار:۔ مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کے بعد جب غلامی کی شب دیجور سحر آشنا ہو رہی تھی اور دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی ریاست "پاکستان" معرض وجود میں آ رہی تھی۔ تقسیم ہندوستان کے لیے حد بندی کمیشن مصروف عمل تھا۔ مسلم اکثریت کے علاقوں کو پاکستان میں اور مسلم اقلیت کے علاقوں کو ہندوستان میں شامل ہونا تھا۔ کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنے اپنے دلائل دے رہے تھے۔ جب حد بندی کمیشن ضلع گورداسپور پہنچا تو قادیانیوں نے کمیشن کے سامنے اپنا الگ محضر نامہ پیش کیا۔ الگ نقشہ پیش کیا۔ اپنے محضر نامہ میں قادیانیوں نے اپنی تعداد اپنے علیحدہ مذہب، فوجی و سول ملازمین کی کیفیات اور دیگر تفصیلات درج کیں اور مطالبہ کیا کہ قادیان کو ویٹیکن سٹی قرار دیا جائے۔ قادیانیوں کا ویٹیکن سٹی کا مطالبہ تو منظور نہ ہوا۔ لیکن ان کے الگ محضر نامہ پیش کرنے کی وجہ سے مسلمان اقلیت میں رہ گئے اور گورداسپور کا ضلع ہندوستان کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ مسلم لیگ شروع سے اس زعم میں مبتلا رہی کہ قادیانی پاکستان کا ساتھ دیں گے لیکن مرزا قادیانی کی امت نے وہ ہاتھ دکھایا کہ مسلم لیگ ٹک ٹک دیکھتی رہ گئی۔ مسلم لیگ کے ساتھ یہ سلوک کیوں نہ ہوتا کیونکہ مسلم لیگ کے موقف کا وکیل ظفر اللہ قادیانی تھا۔ جس کا روحانی پیشوا متعدد مرتبہ متعدد جگہوں پر پاکستان کے بارے میں اپنے خبث باطن کا اظہار اس طرح کرتا رہا۔

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے۔" (الفضل ۱۲-۱۳ اپریل ۴۷ء خطبہ مرزا محمود احمد)

"ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق (علیحدگی) ہو اور کچھ وقت کے لیے دونوں قومیں (ہندو مسلم) جدا جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہو گی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں اکھنڈ ہندوستان بنے۔" (قادیانی روزنامہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں۔" (الفضل ۱۶ مئی ۴۷ء خطبہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان)

یہ تو تھے اس کے روحانی لیڈر کے زہر آلود خیالات اور خود ظفر اللہ نے بانی پاکستان محمد علیؒ کی نماز جنازہ نہ پڑھی بلکہ باہر ٹانگیں پسارے بیٹھا رہا اور پھر جب وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے اس کی وطن دشمن سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے اسے وزیر خارجہ کے عہدہ سے الگ کرنے لگے تو اس نے اپنے ایک جرمن نژاد سے پالک کنزے کے ذریعے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کو اس وقت قتل کروا دیا جب وہ راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب فرمانے والے تھے۔ ظفر اللہ خاں نے مسلم لیگ اور مسلمانوں کا موقف خاک پیش کرنا تھا جس کی اپنی جماعت نے مسلمانوں سے الگ اپنا محضر نامہ پیش کیا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ستم بالائے ستم پھر یہ ظفر اللہ قادیانی مقدمہ کشمیر کا وکیل بن کر یو۔ این۔ او میں جا پہنچا اور لمبی لمبی، فضول اور بے ہودہ تقریریں کر کے وقت ضائع کرتا رہا اور مسئلہ کشمیر کو بے جان و کمزور کرتا رہا۔ ہم اس انہونی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے یہی کہہ سکتے ہیں۔

وہ اک شخص جو آیا ہے آندھیاں لے کر
اسی سے اپنے دیئے کی ضمانتیں مانگوں

بھارت کے پاس کشمیر پہنچنے کے لیے گورداسپور واحد زمینی راستہ ہے۔ گورداسپور بھارت کے پاس جانے سے بھارت کو کشمیر میں مداخلت کا بھرپور موقع مل گیا اور اگر گورداسپور بھارت کے پاس نہ جاتا تو مہاراجہ کشمیر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ پاکستان سے الحاق کرتا۔ پاکستان کے سارے دریا کشمیر سے آتے ہیں اور یوں پاکستان کی دولت کی ساری کنجیاں بھارت کے ہاتھ میں چلی گئیں۔

گورداسپور کے مسلمان اپنے گھروں میں اس امید کے چراغ جلائے بیٹھے تھے کہ گورداسپور ضرور پاکستان میں شامل ہو گا لیکن جب قادیانیوں نے اپنے محضر نامہ کا خنجر ان کی پشت میں گاڑ دیا تو وہ مارے حیرت و تکلیف کے تڑپ اٹھے۔ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے گھر جلا دیئے۔ باہر بھالے اور نیزے ان کی چھاتیوں کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ معصوم بچوں کو ماؤں کی چھاتیوں سے نوچ کر ممتا بھری آنکھوں کے سامنے موت کا رقص کرایا گیا۔ جتنے گھبرو جوانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا گیا۔ ہزاروں لڑکیاں ایسی اغوا ہوئیں کہ پھر ان کا انتظار کرتے ہوئے والدین کی آنکھیں پتھرا گئیں۔

باقی آئندہ

ربوہ میں شبان ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا

جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا اکرم طوفانی نے کی۔ اجلاس میں مسلم کالونی اور ملحقہ مواضعات کے معززین اور نوجوانوں نے کثیر تعداد میں شرکت اجلاس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل افراد کو مجلس کے لئے منتخب کیا گیا:۔

سرپرست اعلیٰ۔ مولانا غلام مصطفیٰ۔

سرپرست۔ چوہدری محمد شفیع۔ چوہدری غلام سرور۔

صدر۔ محمد اقبال قریشی

جنرل سیکرٹری۔ نیر محمد لندوم۔

نائب صدر۔ مولانا غلام اللہ۔

نائب صدر دوم۔ سیف اللہ۔

ایڈیشنل سیکرٹری۔ احسن علی باجوہ۔

خازن۔ خورشید علی۔

سیکرٹری انفارمیشن۔ راشد علی۔

رابطہ سیکرٹری۔ محمد نواز۔

جبکہ سالار اعلیٰ کے لئے میاں غلام رسول کو منتخب کیا گیا۔ مجلس شوریٰ میں علم الدین۔ محمد رمضان۔ اللہ کریم، ناصر ہاشمی۔ محمد حیات۔ سارنگ زیب۔ ممتاز علی ظفر عباس، فیض الحسن۔ زاہد ریاض۔ خادم حسین بھٹی۔ طالب حسین، گل آغا خان۔ اختر عباس شاہ۔ شیر بہادر۔ منظور احمد۔ نور محمد۔ محمد علی۔ محمد اسماعیل۔ محمد ریاض۔ محمد اسلم مبشر عزیز، مہر غلام احمد۔ مہر محمد انور۔ ناصر علی۔ سجاد حسین شاہ۔ منظور حسین شاہ اور دیگر اراکین نے بھرپور شرکت کی اور تمام اراکین حضرات نے متحد ہو کر اپنے مسائل حکام بالا تک پہنچانے اور ختم نبوت کے لئے ہر قربانی دینے کا عہد کیا۔ ظلم رشوت بلیک میلنگ کرنے والے عناصر پر کڑی نظر رکھنے کا وعدہ بھی کیا گیا۔ اور طے پایا کہ ہر مہینہ کے پہلے جمعہ کو شبان ختم نبوت کا اجلاس منعقد ہوا کرے گا۔ ●●

فرانس میں اسلام دوسرا بڑا مذہب ہے۔

فرانس میں عیسائیت کے بعد اسلام سب سے بڑا مذہب ہے۔ اس وقت فرانس میں ۳۰ لاکھ سے زیادہ مسلمان ہیں۔ جن میں سے لاکھ فرانسیسی مسلمان ہیں جبکہ باقی الجزائر تونس اور مغرب سے نقل مکانی کر کے فرانس میں قیام پذیر ہونے والے مسلمان ہیں۔

اخبارِ ختمِ نبوت

(اخبار العالم الاسلامی مکۃ المکرمہ)

بلیجم میں ۳ لاکھ مسلمان۔

بلیجم سے متعلق اخبار العالم الاسلامی کی رپورٹ یہ ہے کہ وہاں اسلامی سرگرمیاں دن بدن بڑھ رہی ہیں اور عمل کے میدان میں بھی مسلمانوں کی پیش رفت بہت اچھی ہے خصوصاً نوجوان نسل میں اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کے بارے میں اچھا شعور ہے۔

اس وقت بلیجم میں ۳۰۰ مسجدیں ہیں مسلمانوں کی تعداد تین لاکھ ہے جن میں ۶۰ فیصد مغربی اور ۴۰ فیصد ترکی ہیں۔

(اخبار العالم الاسلامی مکۃ المکرمہ)

فلپائن میں فوج در فوج بت پرست قبائل اسلام میں داخل ہو گئے۔

(منیلا) رابطہ عالم اسلامی کے ہفت روزہ جریدہ العالم الاسلامی نے پہلے صفحہ پر یہ نمایاں طور پر خبر شائع کی ہے کہ فلپائن کے علاقہ ابوساں کے رہنے والے بت پرست قبائل نے فوج در فوج مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا ہے۔

یہ لوگ مورو اسلامی تحریک کے قائد جناب سلامت ہاشم کی خدمت میں پہنچے اور ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ان میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے ان کی تعداد آٹھ سو اڑتالیس ہے۔

جس تقریب میں اتنی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا اس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے جناب سلامت ہاشم نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد میں فوج در فوج لوگوں کا مسلمان ہونا محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے وہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت سے نوازتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان نو مسلموں کی دینی تعلیمات کے لئے کافی کچھ انتظام کر لیا ہے انشاء اللہ ان کو قرآن پڑھایا جائے گا مسائل فقہیہ سے آگاہی دی جائے گی۔ انہوں نے کہا وہ وقت دور نہیں کہ اس علاقے کے تمام لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔

یک روزہ تینتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ضلع خوشاب

رپورٹ
حافظ محمد حیات انگوی

۵ جون ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد ختم نبوت جابہ ضلع خوشاب میں حسب سابق یک روزہ ۳۳ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ پہلی نشست ۱۰ بجے صبح شروع ہوئی۔ نشست کا آغاز جناب حافظ حسین احمد صاحب انگوی کی تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ تلاوت کے بعد جناب صوفی محمد نواز صاحب جلبانہ اور حافظ حسین احمد صاحب انگوی نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ نعت پیش کیا۔ اس کے بعد مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شجاع آبادی اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ملتان نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور رد قادیانیت کے موضوع پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔ حضرت مولانا عبد المالک صاحب جھاوریاں نے خطبہ جمعہ دیا اور امامت نماز جمعہ کرائی۔ اور اس طرح یہ پہلی نشست تین بجے سہ پہر اختتام پذیر ہوئی۔

تلہ گنگ شہر سے حضرت قاری عبد الرحمٰن عثمانی صاحب خطیب جامع مسجد مہاجرین تلہ گنگ کی زیر

قیادت ختم نبوت کے پروانوں کا قافلہ ایک سپیشل بس کے ذریعہ تا نگاو تحفظ ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگاتا ہوا بوقت نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت جا پہنچا۔

نشست دوم بعد از نماز عشاء و زیر صدارت حضرت پیر حبیب بخش صاحب کھچیاں شروع ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مجاہد افغان جناب محمد الیاس صاحب انگوی نے سرانجام دیئے۔ نشست کا آغاز حضرت قاری محمد دین صاحب مرزوال کی تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ حافظ حسین احمد صاحب انگوی نے ہدیہ نعت پیش کیا اس کے بعد مسئلہ ختم نبوت کی شرعی حیثیت۔ رد قادیانیت۔ شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شان صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ و مقام اولیائے کرامؒ کے مقدس عنوانات پر درج ذیل علمائے کرام کی تقاریر ہوئیں۔

(۱) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مبلغ ختم نبوت ربوہ۔

(۲) حضرت مولانا محمد علی صاحب خطیب جامع مسجد میرا تھر چک۔

(۳) حضرت مولانا قاری نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ تلہ گنگ۔

(۴) حضرت مولانا قاری عبد الحمید فاروقی صاحب خطیب جامع مسجد حق چار یارؓ تلہ گنگ۔

(۵) حضرت مولانا قاری عبد الرحمٰن عثمانی صاحب خطیب جامع مسجد مہاجرین تلہ گنگ والے نشست دوم کے آخری مقرر تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں ختم نبوت کانفرنس جابہ کے پس منظر سے سامعین کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و فضل و کرم اور اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی انتھک جدوجہد اور شاندار قربانیوں نیز مسلسل سالانہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کرنے کی وجہ سے اس علاقے سے "نخلہ" کے نام پر ربوہ ثانی بنانے کا ناپاک قادیانی منصوبہ ناکام ہوا۔ اور قادیانی اس علاقے سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوئے مزید آپ نے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سمیت ان تمام اکابرین احرار و ختم نبوت۔ رفقاکاران ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ان اکابرین و شہداء کی شاندار قربانیوں اور انتھک جدوجہد کی بدولت ہی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیانیوں کو ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت قاری صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلہ گنگ کے سرپرست حضرت قاری محمد سعید عثمانی صاحب مرحومؒ خطیب عیدگاہ تلہ گنگ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک انتہائی مخلص جان نثار و معاون حضرت حافظ عبد الرحمٰن صاحب مرحومؒ سکنہ چکی شیخ جی بلاوہ تحصیل تلہ گنگ سمیت تمام اکابرین و رفقاکاران و شہدائے ختم نبوت کی ارواح مقدسہ کے لئے دعائے مغفرت کروائی۔

آخر میں حضرت قاری صاحب نے حاضرین جلسہ کی پرزور تائید سے دو قرار دادیں منظور کروائیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) قرارداد نمبر ۱ کے ذریعہ حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کیا گیا۔ کہ شریعت بل کو فی الفور بلا تاخیر عملاً نافذ کیا جائے۔

(۲) قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کے لئے سبز رنگ اور غیر مسلموں کے لئے سفید رنگ کے کارڈ جاری کیے جائیں۔

قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے

مولوی فقیر محمد

انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر اور ختم نبوت کے ممتاز رہنما مولوی فقیر محمد نے مقامی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی غیر مسلموں کی بڑھتی ہوئی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے

مؤثر کارروائی کی جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء پر مؤثر عملدرآمد کرایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی لاہوری مرزائی آئینی ترمیم کے مطابق ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء سے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں۔ جس کے مطابق قانون سازی کر کے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ بی اور ۲۹۸ سی میں ترمیم کر کے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی ہے جس کی خلاف ورزی پر قصوروار قادیانیوں کو تین سال قید بامشقت اور جرمانہ دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ قادیانی ربوہ اور دوسرے شہروں اور دیہات میں اس قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ربوہ کا الفضل قادیانی مذہب کی تبلیغ و تشہیر کر رہا ہے۔ مگر وفاقی وزارت مذہبی امور، وزارت داخلہ اور حکومت پنجاب قادیانی غیر مسلموں کی غیر قانونی سرگرمیوں کو نہیں روک رہی ہیں اور الفضل ربوہ مرزا طاہر کا لندن کا خطبہ چھاپ رہا ہے اور فوت شدہ قادیانی مرتدوں کے لئے اسلامی شعائر دعائیں وغیرہ لکھ رہا ہے۔ اسی کی قربانی عبادت ہے جو مسلمان ہی دے سکتے ہیں۔ قادیانی غیر مسلموں کا ذبیحہ حرام ہے۔ مسلمانوں کو قادیانیوں سے کھانے پینے کی چیزیں لینا حرام اور گناہ ہے جبکہ کوئی بھی قادیانی خود کو کسی بھی طریقے سے مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا ہے۔ جو قانوناً جرم ہے۔ ••

کوٹری کی انتظامیہ جانبداری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

—— مولانا حقانی ——

کوٹری (رپورٹر) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ایکشن کمیٹی ایشائی کالونی کوٹری کے سیکرٹری نشر و اشاعت مولانا قاری محمد حنیف حقانی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ مقامی انتظامیہ قادیانیوں کے سلسلہ میں جانبداری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ انہوں نے قادیانیوں کی ضمانت پر رہائی کی سخت مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو دوبارہ فوراً گرفتار کیا جائے ورنہ علاقے کے حالات سنگین حد تک خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ قادیانیوں کی رہائی سے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں۔ اور لوگوں میں سخت اشتعال پایا جاتا ہے۔ انہوں نے انتظامیہ کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے فوری کارروائی عمل میں لائی جائے بصورت دیگر حالات کی تمام تر ذمہ داری مقامی انتظامیہ پر ہوگی دریں اثنا مولانا حقانی نے مقامی اخبارات میں انسانی حقوق کمیشن کے عہدیداروں کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت میں بیان دینے کی سخت مذمت کی انہوں نے کہا کہ اسلام نے اقلیتوں کے حقوق کا حکم دیا ہے نہ کہ مرتدوں کے حقوق کا انہوں نے کہا کہ قادیانی تو اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرنے کو تیار نہیں جب کے لیے اسلام نے مرتدوں کی سزا قتل رکھی ہے لہذا انسانی حقوق کمیشن کے عہدیداروں کے اس بیان سے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں جس کے لیے انہیں چاہیے کہ فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں توبہ کریں اور پھر مسلمانوں سے معافی مانگیں ورنہ مسلمان فوراً ان کا محاسبہ کریں گے ••

بقیہ: چلتے چلتے

پر صادق آتی ہے اور وہ بقلم خود انتہائی درجے کا شریر اور بدذات تھا۔

(۲) گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔،،

(ست بچن صفحہ ۲۱)

چونکہ مرزا قادیانی گالیاں دینے میں ماہر تھا اسلئے مذکورہ حوالے کے مطابق وہ سفلہ اور کمینہ تھا۔ اس لحاظ سے اسے نبی تو کیا شریف انسان بھی سمجھنا پرلے درجے کی حماقت ہے چنانچہ وہ خود بھی یہ لکھتا ہے:۔

،،گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے،، (ضمیمہ اربعین نمبر ۴ نمبر ۵)

مرزا قادیانی کا ایک شعر ہے:۔

بدتر ہر ایک بد سے ہے وہ جو بدزباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا وہی ہے

اس شعر میں مرزا قادیانی نے گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے والوں کو بدتر بھی کہا اور بیت الخلاء بھی قرار دیا یعنی جس شخص کے دل میں گالیوں کی نجاست بھری ہوئی ہے وہ بیت الخلاء ہے جبکہ یہ عادت مرزا قادیانی میں بدرجہ اتم موجود تھی جیسا کہ ہم اس کی ،،شریفانہ زبان،، کی مکمل تصویر گذشتہ سطور میں پیش کر آئے ہیں۔ پس مرزا قادیانی اپنے ہی پیش کردہ معیار اور اصول کے مطابق بدتر بھی اور بیت الخلاء بھی۔ کسی جھوٹے مدعی نبوت کے لئے اس سے زیادہ موزوں لفظ شاید ہی کوئی ہو۔ چونکہ مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا پس اپنے ہی پیش کردہ اصول کے مطابق وہ مذکورہ بالا شعر کا صحیح مصداق ہے یہی وجہ ہے کہ اسے موت بھی آئی تو ایسی ہی جگہ جسے بیت الخلاء کہا جا سکتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا کی دھرتی پر مرزا قادیانی بقلم خود بد سے بدتر بھی تھا، بدترین مخلوق بھی تھا اور بیت الخلاء بھی ۔۔ ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔

بقیہ: مرزا کی انگریزی نبوت

اتار کر تمہیں لندن کے بوٹ پہنائے گا اور پھر تمہارے سر پر ایک بہت بڑی پگڑی باندھے گا پھر تم مسکرا دیئے گا اور وہ تمہارا فوٹو اتارے گا اور وہ فوٹو ملکہ کے پاس لندن بھیج دیا جائے گا اور تمہیں دولت کی تجوریاں دے کر انگریزی نبوت چلانے کے لئے قادیان بھیج دیا جائے گا۔ تم بھی خوش۔ ملکہ بھی خوش۔ ہم بھی خوش۔ قہقہے۔ قہقہے۔ قہقہے۔

بقیہ: وزیر اعظم کے نام خط

۴۔ آنجناب کے عہد اقتدار میں مبینہ طور پر جاپان۔ رومانیہ۔ الجزائر اور ترکی میں پاکستان کے سفیر قادیانی براجمان ہیں اور یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی ہے۔ ۱۹۵۳ء کی مقدس تحریک ختم نبوت ایک قادیانی وزیر خارجہ آنجہانی ظفر اللہ خان قادیانی مرتد کی اشتعال انگیزیوں کے باعث چلی۔ دیکھئے تاریخ اپنے آپ کو دھرا رہی ہے۔ اس وقت بھی مسلم لیگ کی حکومت تھی۔ اس وقت بھی مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ اس وقت الحاج ناظم الدین وزیراعظم تھے۔ اب الحاج میاں نواز شریف وزیراعظم ہیں اس وقت کی لیگی حکومت نے بدترین مرزائیت نوازی کا ثبوت دیا۔ اب بدترین مرزائیت کا ثبوت دیا جا رہا ہے۔ اس وقت کی لیگی حکومت نے ہزاروں مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا۔ اب کی لیگی حکومت لاکھوں مسلمانوں کے

جذبات کا قتل عام کر رہی ہے۔

جناب میاں نواز شریف صاحب۔ ربانی حکومتیں بھی نہیں۔ رہنا آپ نے بھی نہیں اس لئے کہ دوام صرف اللہ رب العزت کی ذات کو ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

تندیٔ باد مخالف کے باوصف دین حق کا چراغ جلتا رہا ہے۔
وزیروں کے مقدر پہ ناچنے والو وزارتوں کا مقدر بدلتا رہا ہے۔

اللہ رب العزت آپ کو توفیق بخشیں کہ آپ ان الفاظ کی تلخ نوائی پر جانے کے بجائے اپنے طرز عمل پر غور فرمائیں کہ قادیانیت ایسی نبوت دشمن جماعت کی اتنی دلداری کیوں! اور آخر کیوں؟ اس جائز دینی مطالبہ کی فوری نوعیت کا احساس فرمائیں۔ نوٹیفکیشن آپ کے دفتر میں کسمپرسی کا شکار ہے۔ آپ کی ایک جنبش قلم سے معاملہ سدھر سکتا ہے۔ ہم لوگ اس مطالبہ سے دستبردار قطعاً نہ ہوں گے۔ اللہ رب العزت کی ذات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت، روز جزا و سزا کا یقین جس طرح ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اسی طرح شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کے مطالبہ کی حقانیت و معقولیت۔ دینی و آئینی اعتبار سے یہ بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس کے لئے کاوش باعث سعادت اور اس کا انکار و التوا، دین و دنیا کی محرومی کا باعث سمجھتے ہیں۔ جیل دار پر کھینچوا دیا جائے یہ تو آپ کے لئے ممکن ہے۔ ہم اس سے دستبردار ہو جائیں اس کا تصور بھی ناممکن ہے۔ کل مورخہ ۲۴ جون ۱۹۹۲ء کو حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب۔ محض دینی تڑپ سے فون پر سارا دن جناب سے رابطہ کرتے رہے۔ آپ سے بات نہ ہو سکی۔ مولانا سے ملاقات کے لئے تشریف لانے والے آپ کے ایک وزیر کو مولانا نے پیغام نوٹ کروا دیا۔ اس سے صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ تمام دینی قیادت اس صورت حال اور حکومتی گومگو کی پالیسی پر پریشان ہے۔ یہ عریضہ یقیناً آپ کی بیوروکریسی آپ تک نہیں پہنچائے گی۔ پہنچ بھی پایا تو آپ اسے پڑھیں گے نہیں۔ پڑھ بھی لیا تو نہ معلوم عمل کی توفیق ہوتی ہے یا نہیں۔ تاہم اتنا نوٹ فرما لیجئے کہ آج سے ٹھیک تین دن بعد اسے قومی اخبارات و جرائد میں شائع کرنے پر ہم مجبور ہوں گے۔ اس لئے کہ مرزائیت ترقی کرے اور ہم مصلحت کا شکار ہوں اسے اپنے دین و ایمان کے منافی سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ آپ کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق بخشیں۔

والسلام! فقیر اللہ وسایا
رابطہ سیکرٹری کاؤس پارٹینر
مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔ ملتان
۲۵ جون ۱۹۹۲ء

بقیہ : پریس کانفرنس

سرگرم ہو گئے" کے عنوان سے اپنے آرٹیکل میں لکھتے ہیں:-

"جہاں اسرائیل کی "موساد" اور بھارت کی "را" ملک ڈاکٹر خان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں وہاں اسلام اور پاکستان کے دشمن قادیانی بھی ڈاکٹر خان کے خلاف سرگرم عمل ہیں"

اور اب گذشتہ دنوں سی۔ ڈی۔ اے نے جو کچھ کیا وہ بھی کیا یہ کوئی نئی بات نہیں روزنامہ جنگ کراچی کے ۱۸ مارچ ۹۲ء کی اشاعت کا اداریاتی نوٹ ملاحظہ فرمائیے:-

اخبار لکھتا ہے:-

"پاکستان مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں وفاقی دارالحکومت کے مشہور بنگالہ اور ہیکٹر جی سکس کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا معاملہ بھی زیر بحث آیا بعض ارکان نے اپنی تقاریر میں یہ الزام لگایا کہ اگرچہ بنگالہ کے علاقہ میں بہت سے وزراء اور اہم شخصیتوں نے زمینیں خرید رکھی ہیں لیکن سی ڈی۔ اے کی ایک "مخصوص لابی" نے سب کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف مہم شروع کر رکھی ہے"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مخصوص لابی کونسی ہے جس کی طرف مسلم لیگی ارکان اور اخبار نے اشارہ کیا ہے؟ اگر اس اداریاتی نوٹ کو جنگ لاہور اور جسارت کے مذکورہ بالا اقتباسات کے تناظر میں دیکھا جائے تو جواب خود بخود سامنے آجائے گا کہ یہ لابی صرف اور صرف قادیانی لابی ہے اگر حکومت اس لابی کو لگام نہیں دے سکتی اور وہ ڈاکٹر خان کی حفاظت سے معذور ہے تو پاکستان کے غیور عوام یہ فریضہ خود ادا کرنے میں کبھی بھی کاہلی کا مظاہرہ نہیں کرے گی۔

ڈاکٹر خان صرف اہل پاکستان کے ہیرو نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں کا چین ہیں۔

پورا عالم اسلام ڈاکٹر صاحب سے اپنی عظمت گم گشتہ کے حصول کے حوالے سے امیدیں لگائے بیٹھا ہے اگر ڈاکٹر صاحب کو حکومت پاکستان کی غفلت کی وجہ سے کچھ ہو گیا تو پھر ارباب اقتدار کو پورے عالم کے مسلمانوں کے غیض و غضب کا سامنا کرنا ہو گا۔

بقیہ : سفر حج میں غریب نوازی

اور اعانت کی۔ کچھ عرصہ کے بعد ماں ملکۂ جہاں نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا، تو اس کے بیٹے سلطان محمد شاہ اول نے خزانہ کی ساری دولت طلب کی اور سامنے رکھوائی سونے اور چاندی کی تمام چیزیں تولی گئیں تو کھلی وزن سے چار سو من سونا اور سات سو من چاندی تھی، سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ یہ ساری دولت ماں کے حوالے کر دی جائے تاکہ وہ سفر حج کے دوران خدا کی راہ میں تقسیم کرے، مصلحت اندیش امراء و حکام نے سلطان کو مشورہ دیا کہ ملکۂ جہاں کو بقدر ضرورت رقم دی جائے باقی دولت خزانۂ شاہی میں سلطنت کے کاموں کے لئے روک لی جائے، لیکن ایک امیر نے زور دیتے ہوئے کہا کہ جو دولت راہ خدا میں صرف کے لئے نکالی گئی ہے وہ واپس نہ کی جائے۔ سلطان محمد شاہ اول نے کہا کہ جس خدا نے اپنے فضل و کرم سے میرے والد کو مال و دولت کے بغیر اتنی بڑی سلطنت کا مالک بنایا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ میری سلطنت کی حفاظت خزانہ نہ ہونے کے باوجود کرے چنانچہ اس نے یہ خزانہ اپنی والدہ کے سپرد کیا، اور اسے اختیار دیا کہ اپنے سفر حج میں غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں پر خرچ کریں اور ان کے حج اور زیارت مسجد نبوی کی تیاری مکمل کرائی، یہ نیک دل اور مخیر خاتون امیروں اور رئیسوں کی بیگمات کے علاوہ آٹھ سو غریب عورتوں کے ساتھ حج کے لئے روانہ

ہوگئیں ۔ اپنے ہمراہیوں اور ساتھ کی عورتوں کو بلا تکلف مال خرچ کرنے کا حکم دیا ۔ وقت مقررہ پر کشتیاں دکن کی مشہور بندرگاہ ڈابھول سے روانہ ہو کر ایک ماہ سات روز میں جدہ پہونچیں ۔ وہاں سے سواریوں کے ذریعہ مکہ مکرمہ پہونچیں ۔ مکہ مکرمہ کے حاجتمندوں اور غریبوں پر دل کھول کر خرچ کئے ۔ مناسک حج ادا کئے اور تھوڑے عرصہ وہاں قیام کرکے مدینہ منورہ روانہ ہوئیں ۔ وہاں اپنے ساتھ کی عورتوں کے ہمراہ ایک برس قیام کیا اور مسجد نبوی کے خدام، مدینہ منورہ کے ضرورتمند اور محتاج لوگوں کی سرپرستی کی اور بڑی طاعت و عبادت گذاری سے دن بسر کئے ۔ اور واپسی کے اخراجات کے علاوہ تمام دولت حرمین شریفین میں صرف کردی ۔ وطن واپس آکر اس پاک دل اور پاک نفس خاتون نے حسن آباد گلبرگہ میں ایک الگ کمرہ سکونت اختیار کرکے بقیہ عمر طاعت و عبادت الٰہی میں گذاری ۔

بقیہ : اسلام مذہب فطرت

اور وہ سکون و اطمینان کی زندگی سے محروم ہوتا ہے وہ سکون کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے مگر اس کے باوجود سکون سے محروم رہتا ہے ۔ اللہ کا نافرمان انواع و اقسام کے خوف و ہراس میں مبتلا رہتا ہے ۔ ایسے انسان کی زندگی کا مقصد کھانا پینا اور کمانا بن جاتا ہے ۔ وہ ہر خیر کے کام سے محروم رہ جاتا ہے ۔ خوش قسمت و سعادت مند وہ انسان ہے جس کو اللہ نے مسلمان بنایا ۔ جس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا ۔ اللہ کی اس عظیم نعمت کی قدر دانی یہ ہے کہ وہ اللہ کے تمام احکام کے آگے اپنی گردن ڈال دے ۔ خود دین پر عمل کرے اور دوسروں کو عمل کی دعوت دے ۔ اللہ تمام مسلمانوں کو عمل نصیب فرمائیں (آمین)

بقیہ : بوہری مذہب

ہر تقریب میں پڑھے جاتے ہیں ۔ اس میں ایک جگہ آتا ہے "سجدہ تجھے واجب ہے ہر"

(۲۹) سیدنا کا ایک رخ " اتخذوا احبارھم و رھبانھم " ہے تو دوسرا رخ اُن کے سارے مُلاّ " ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللّٰہ " کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں ۔ ان کے مُلاّؤں میں خال خال ہی کوئی ایسا نکل آئے جو چھوٹے سے چھوٹا کام بھی بغیر پیسہ لیے کر دے ۔

(۴۰) ہر فرض نماز کے بعد داعی کے لیے کی جانے والی دعا کے ابتدائی الفاظ یہ ہے ۔ " اللّٰھم ان ھذا داعی آلِ محمدن الطاھرین الذین اٰتیھم اللّٰہ الکتاب والحکمۃ و ملکاً عظیماً "

(۴۱) حضرت جعفر الصادق کے بعد ان کے بیٹے اور پوتے حضرت اسماعیل اور حضرت احمد تک تو سلسلہ نسب معروف ہے ۔ لیکن اس کے بعد جس عبداللّٰہ (عبیداللّٰہ) سے یہ لوگ سلسلہ امامت آگے بڑھاتے ہیں ۔ اس کا مجہول النسب ہونا تاریخ خلفاء میں بہت واضح کرکے بیان کیا گیا ہے ۔

(۴۲) قاضی نعمان کی کتاب " دعائم الاسلام " ان کی مدوّن فقہ ہے ۔ ان کے خیال میں بہت ہی بزرگ سیدنا طاہر سیف الدین گزرے ہیں ۔ ان کی لکھی ہوئی کتاب " منقبت مولانا علی " کا روزانہ پڑھنا باعث ثواب بنایا گیا ہے ۔ اس کے ایک شعر میں حضرت علیؓ کو اللّٰہ کے چیلنج " ھل تعلم لہ سمیاً " کے توڑ میں اللّٰہ کا ہم نام بنا کر پیش کیا گیا ہے اور اسی کے آخر میں ٹیپ کا مصرعہ یہ ہے " مولانا علی ہیں " اور اسی منقبت میں حضرت علی کو اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کا مظہر بھی لکھا گیا ہے ۔

(۴۳) آج کل جبکہ اُن کے فرقے میں انتشار اپنے عروج پر ہے اور بہت سے افراد بغاوت کی باتیں کرتے ہیں ، تو لوگوں کو تجارت وغیرہ کے لیے قرض دے کر، مکان کے لیے مالی امداد دیگر اور اسی قسم کے مختلف طریقوں سے ان کی دنیاوی زندگی کو درست کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے ۔

(۴۴) اس ٹولے کے اکثر لوگ بڑے بڑے تاجر ہیں اور اس معاشی آسودگی کو وہ لوگ بلکہ اُن کے " مُلاّ " بھی اللّٰہ کی رضا کا سبب بتاتے ہیں کہ اللّٰہ ہم سے بہت خوش ہے اس لیے ہماری قوم کے اکثر لوگوں کو آسودہ رکھا ہے ۔ امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے ان کو منع کیا جاتا ہے ۔

(۳۱) جمع بین الصلاتین کے جواز میں بوہری کہتے ہیں کہ اگر آج کے مصروف دور میں اتنی بھی رعایت نہ دی جائے تو لوگ نماز ہی پڑھنا چھوڑ دیں گے اور اسی ضمن میں ان کی ایک قوی دلیل یہ بھی ہے کہ ہماری قوم کے اکثر افراد تاجر ہوتے ہیں تو ان کی مصروفیت کے پیش نظر یہ رعایت ضروری ہے ۔

(۳۲) ان کو جامعہ سورت (جو ان کی سب سے بڑی اور خود سیدنا " کی نگرانی میں چلنے والی واحد دینی درسگاہ ہے) سے فارغ ہونے والے عالموں کا یہ عالم ہے کہ ان سے کوئی مسئلہ پوچھو تو جب تک بن پڑتا ہے ۔ الٹا سیدھا بولتے رہتے ہیں اور کچھ نہیں بن پڑتا تو کہتے ہیں کہ " سیدنا " سے پوچھ کر بتائیں گے ۔

(۳۳) " سیدنا " کو یا اس کے وزیر " ماذون " کو دعوت و ضیافت دینے کے لیے " نجوی " کی پیش کش لابدی ہے اور یہ ایک بڑی رقم ہوتی ہے جو ... پانچ، سات اور دس ہزار ہوتی ہے اور اکثر اوقات خود " ماذون " ہی دعوت دینے والے سے مخصوص رقم کی ڈیمانڈ کرتا ہے کہ مثلاً اگر دس ہزار دو گے تو تمہاری " ضیافت " قبول کریں گے ۔

(۳۴) یہ " ماذون " جو " سیدنا " کا بھائی ہے ۔ بمبئی کی بوہری " لڑکیوں کے مولا " کے نام سے معروف ہے کیونکہ اس کو جوان خوب صورت لڑکیوں سے بات چیت کرنے کا بڑا شوق ہے ۔

(۳۵) " سیدنا " اپنے پورے خاندان کے ساتھ " سیفی محل " نامی جس بنگلے میں رہتا ہے وہ ریاست مہاراشٹر کے گورنر کے بنگلے کے ٹھیک بازو میں مالا بار ہل میں واقع ہے ۔ یہ علاقہ بہت ہی مالدار طبقہ کی رہائش کے لیے مخصوص ہے ۔ " سیدنا " تک اور ماذون تک رسائی جوئے شیر لانے سے زیادہ مشکل ہے اسی لیے اکثر لوگ ان کی کار سے گزرنے کے وقت دور ہی سے ہاتھ جوڑ کر (جس طرح ہندو لوگ اپنے بتوں کے سامنے کرتے ہیں) " دیدار " کر لینے پر اکتفا کر لیتے ہیں اور پھر لوگ اس کی کار کے گزرنے کی جگہ تک کو چومتے ہیں اور اس کے پیروں کو بوسہ دینا تو عام ہے ۔

(۳۶) عام بوہری افراد کے مُلاّ سیدنا کو برائی اور شکایت کرتے کرتے یکایک اس خیال سے رک جاتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اسے غیب سے اس فعل کا پتہ چل جائے اور وہ ہم کو براءت کردے اور ہمارا سوشل بائیکاٹ (سماجی مقاطعہ) ہو جائے اگر ایسا ہوا تو ہم دنیا میں کہیں کے نہ رہیں گے ۔ الغرض طاعت، محبت، خشیت، عبادت، ہر معاملے میں ان کے افعال " اتخذوا ارباباً من دون اللّٰہ " کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں ۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
۱۸۰ ہائی وے
بیلگریو روڈ برمنگھم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

ساتویں عالمی ختم نبوۃ کانفرنس برمنگھم

مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام
• مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم • مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی۔ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا
خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو ۹ - ۹ ایچ زیڈ یوکے
فون
071-737-8199